سرکاری رپورٹ

تیرھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کی کارروائی

منعقدہ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ (بروز چہار شنبہ)

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲۔	مولانا امیر زمان صاحب کے مرحوم چچا کی وفات پر ایوان میں فاتحہ خوانی	
۳۔	وقفہ سوالات	۱
۴۔	رخصت کی درخواستیں	۲۱
۵۔	تحریک استحقاق منجانب میر ظہور حسین خان کھوسہ	۲۲
۶۔	تحریک التوا نمبر ۲۔ منجانب مولانا امیر زمان صاحب	۳۵
۷۔	تحریک التواء نمبر ۳۔ منجانب ڈاکٹر عبدالمالک	۴۲
۸۔	اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت ذرائع ابلاغ عامہ برائے سال ۱۹۶۲ء تا ۱۹۹۲ء	۴۵

جلد

شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

(بروز چہار شنبہ)

زیر صدارت ملک سکندر خان ایڈووکیٹ۔ اسپیکر

بوقت گیارہ بج کر پندرہ منٹ۔ صبح۔ صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (جناب اسپیکر) ۔ اسلام علیکم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا جاتا ہے۔ مولانا صاحب تلاوت فرمائیں۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔ از تلاوت قرآن و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ
قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ٥ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ٥

ترجمہ ۔ اے ایمان والو! اللہ کے لیے کھڑے ہونے والے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف کرو' یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔ اور اللہ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے اچھے کام کئے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر ۔ اب وقفہ سوالات ہے۔ مولانا امیر زمان صاحب۔

مولانا عبدالباری ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ میں نے ایک تعزیتی قرارداد

دی تھی؟

جناب اسپیکر ۔ آئی ایم سوری۔ تعزیتی قرارداد آپ کے پاس ہے۔ اسے پڑھ لیجئے گا۔

مولانا عبدالباری ۔ جناب اسپیکر صاحب۔ کچھ دن پہلے ممبر اسمبلی مولانا امیر زمان کے چچا وفات پاگئے ان کے لیے تعزیتی دعا کی جائے۔ (ایوان میں دعائے مغفرت کی گئی)

نواب محمد اسلم رئیسانی (وزیر خزانہ) ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر صاحب آپ کی اجازت سے یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا کابینہ کے رکن آزاد بنچوں پر بیٹھ سکتے ہیں؟ یا وہ ممبر ٹریژری بنچوں پر بیٹھیں گے؟

جناب اسپیکر ۔ انہوں نے ابھی تک اس کے لیے درخواست نہیں دی ہے سیٹ ویسے ہم نے ان کو الاٹ کی ہے۔ بہر حال یہ تو آپ ان سے پوچھیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ جناب اسپیکر۔ میری ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب اسپیکر ۔ جی سوال نمبر ۶۳۶ مولانا امیر زمان صاحب کا ہے۔

میر باز محمد خان کیتھران (صوبائی وزیر) ۔ ہو سکتا ہے یہ تبدیل ہو اس سے پہلے کہ تبدیل ہو جائے بہتر ہو گا کہ تبدیل کرانے کی بجائے میں مستقل یہاں بیٹھا رہوں۔

X ۶۳۶ مولوی امیر زمان ۔ کیا وزیر صنعت و حرفت ازارہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ لورالائی میں کشیدہ کاری سینٹر کب سے قائم ہے اور اس سینٹر میں کل کتنے افراد کام کر رہے ہیں نیز کیا حکومت مزید سینٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

سردار محمد صالح بھوتانی (وزیر صنعت و حرفت) ۔ وحدت مغربی پاکستان کے توڑے جانے اور صوبہ بلوچستان کے وجود میں آنے سے پیشتر اس وقت محکمہ صنعت و حرفت حکومت مغربی پاکستان نے ۱۹۶۰ء میں یہ مرکز قائم کیا۔ اس وقت مرکز ہذا میں کل ۹ ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ نیز اس کے علاوہ ٹرینز کی تعداد ۱۰ ہے جن کو ماہانہ ر ۲۵۰ روپے فی کس وظیفہ دیا جا رہا ہے مزید بر آں تقریبا ۱۰۰ ہنر مند خواتین کو ان کے گھروں میں اجرت پر کشیدہ کاری کا کام مہیا کیا جا رہا ہے۔ حکومت بلوچستان ایسے تمام مقامات پر جہاں ایسے روائتی ہنر کے

امکانات (POTENTIAL) نیز ہنرمند موجود ہوں ایسے ادارے قائم کئے جاسکتے ہیں۔

میر محمد صالح بھوتانی (وزیر صنعت) - جواب پڑھا ہوا تصور کریں اگر مولانا صاحب کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔

مولانا امیر زمان - میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ادارہ جو وہاں چلتا کیا وہ وہاں پر کامیاب ہے یا نہیں؟۔

وزیر صنعت و حرفت - جناب یہ ادارہ ۱۹۶۰ سے چل رہا ہے اور اس کو چلانے کا مقصد لوگوں کو روزگار فراہم کرنا اور ہنر سکھانے کا ہے اس میں نفع و نقصان کی بات کوئی نہیں ہے صرف عوام کی سہولت کے لیے ہے اس کو چلا رہے ہیں اور چلایا جائے گا۔

مولانا امیر زمان - میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ وہاں پر کامیاب ہے تو مزید وہاں پر مقامات میسر کرنے کے لیے منسٹر صاحب کو لکھا ہے اور کوشش کریں گے اگر ہم ان کو تجاویز دیں گے تو ہو سکتا ہے۔

وزیر صنعت و حرفت - جناب والا۔ ہم نے آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں وہاں کے لیے ووڈ ورک سنٹر بنانے کی تجویز پیش کی ہے اور ویسے بھی ہماری کوشش ہوگی کہ بلوچستان میں جہاں میں پوٹینشل Potential ہو ہم سنٹرز کھولیں تاکہ لوگوں کو ہنر سکھایا جاسکے اور روزگار کے موقع فراہم کئے جائیں۔

جناب اسپیکر - اگلا سوال۔ فوڈ کے منسٹر صاحب نہیں ہیں اسلم صاحب کیا آپ جواب دیں گے؟

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) - جی میں جواب دوں گا۔ اگر وہ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں۔

جناب اسپیکر - مولانا صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں۔

X ۶۴۵ **مولوی امیر زمان** - کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے

کہ گندم کی اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں نیز کیا بلیک لسٹ ٹھیکیداروں کو واپس لیا گیا ہے یا نہیں تفصیل دی جائے؟

میر محمد اسلم بزنجو (صوبائی وزیر) — محکمہ خوراک نے گندم کی اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے بلوچستان بارڈر ائیریا فوڈ سٹف کنٹرول آرڈر ۱۹۹۱ء جاری کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر قوانین کسٹم ایکٹ کے تحت رائج ہیں۔ اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے مرکزی حکومت کے مختلف ادارے قائم ہیں جو اپنے طور پر تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ محکمہ خوراک نے پانچ ٹھیکیداروں کو بلیک لسٹ کیا تھا جن میں سے دو کی اپیل منظور کی گئی اور بقیہ تین کو عدالت کے احکامات کے تحت بحال کیا گیا ہے۔

مولانا عبدالباری — جناب اسپیکر۔ یہ جواب جو دیا گیا ہے بالکل غلط ہے اس وجہ سے کہ یہاں لکھا ہے کہ بلوچستان بارڈر ایریا فوڈ سٹف کنٹرول آرڈر ۱۹۹۱ء جاری کیا ہے حالانکہ یہ آرڈر پہلے بھی تھا۔

جناب اسپیکر — آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

مولانا عبدالباری — میرا سوال یہ ہے کہ جواب یہاں غلط دیا گیا ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) — آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

مولانا عبدالباری — آپ کا جواب غلط ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) — آپ کا سوال بھی سرے سے غلط ہے جناب اسپیکر وہ پوچھتے ہیں (مداخلت)

مولانا امیر زمان — جناب اسپیکر چونکہ۔ سوال میں نے کیا تھا۔ اگر میرا سوال غلط ہے تو وزیر صاحب بتائیں۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) — جناب اسپیکر وہ پوچھتا ہے کہ اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ جب کہ معزز ممبر کو اچھی طرح پتہ ہے کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو

اسمگلنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے لیے پہلے سے بارڈر سیکیوریٹی فورس ہے اس کے لیے ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے فرنٹیر کورز ہے یہ سارے ادارے میں جو اسمگلنگ کو روکتے ہیں اس میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ (مداخلت)

مولانا عبدالباری ۔ جناب اسپیکر۔ مولانا صاحب جو فرما رہے ہیں بجا فرما رہے ہیں یہی جواب مناسب تھا لیکن یہ جواب بالکل غلط دیا گیا ہے چاہے ڈیپارٹمنٹ نے دیا ہے۔

جناب اسپیکر ۔ آپ ضمنی سوال کیا کرنا چاہتے ہیں؟

مولانا عبدالباری ۔ ایک تو سوال یہ ہے کہ جواب سرے سے غلط ہے وزیر صاحب مجھے بتائیں کہ فوڈ سٹف کنٹرول آرڈیننس کیا ہے؟

میرباز محمد خان کھیتران (صوبائی وزیر) ۔ سرپوائنٹ آف انفارمیشن۔ نیشنل اسمبلی کے اسپیکر نے ایک رولنگ دی ہے کہ متعلقہ وزیر ہی اپنے محکمہ کا جواب دے گا کوئی دوسرا وزیر نہیں دے سکتا۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) ۔ جناب اسپیکر صاحب۔ معزز وزیر عمرے کے لیے مکہ تشریف لے گئے ہیں۔

مولانا عبدالباری ۔ متعلقہ وزیر صاحب بیشک عمرے کے لیے چلے گئے ہیں اور یہاں تو جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ خوراک کے پانچ ٹھیکیداروں کو بلیک لسٹ کیا گیا تھا آپ ذرا ان کے نام بتائیں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی (وزیر خزانہ) ۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں ایک ضمنی تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مولانا عبدالباری اور مولانا امیر زمان دونوں چونکہ سابق وزیر ہیں وہ اگر آپس میں سوال و جواب کریں تو اسمبلی کا ٹائم ہم بچا یا کریں۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) ۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے مولانا صاحب نے مجھ سے ٹھیکیداروں کے نام پوچھے ہیں ایک کا نام عبدالسلام ہے اور باقی نظر جان سلام خان شیر

جان اور حبیب اللہ نیازی ہیں یہ پانچ آدمی تھے جن کو فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے بلیک لسٹ کیا ہے ان میں سے تین کو عدالت نے بحال کر دیا ہے دو نے ڈیپارٹمنٹ کو اپلیں کی تھیں۔

جناب اسپیکر — مولانا صاحب اس میں جو جواب آیا ہے کہ دو کی اپلیں منظور ہو گئی ہیں تین کو عدالت کے احکامات کے تحت بحال کیا ہے اب سوال یہ ہے اگر اس طرح پوزیشن نہیں ہے تو اس سلسلے میں اسمبلی میں آپ وضاحت لا سکتے ہیں کہ اپیلٹ کورٹ ون سی تھی جس کے تحت یہ بحال ہوئے۔

مولانا عبدالباری — نہ تو وہ عدالت بتاتے ہیں اور نہ وہی اس آدمی کا نام بتا سکتے کون نے دو کو بحال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے لہٰذا آپ رولنگ دیں کہ متعلقہ وزیر جب آئیں تو خود ہمیں جواب دیں۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) — اس کے لیے۔ مولانا صاحب نیا سوال دیں تو ہم ان کو بتا دیں گے کہ کون سی عدالت نے ان کو بحال کیا ہے۔

مولانا عبدالباری — یہ ٹھیکیدار سلام کے بارے میں بتاتا ہوں کہ سلام نے وہاں بہت کرپشن کیا ہے ہائی کورٹ نے اس پر تین لاکھ پچاس ہزار روپے جرمانہ کیا تھا اور پھر ایک سال با مشقت رکھی ابھی وہ پھر کراچی سے گندم لا رہا ہے مستونگ سے گندم ڈسپیچ کر رہا ہے میرے خیال میں اس کی انکوائری ہونا چاہئے فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں جتنی کرپشن ہو رہی ہے انگریزوں کے وقت میں یہ محکمہ بنا ہے ہمارے مطالعے کی مطابق پانچ مہینوں میں صرف جو متعلقہ وزیر صاحب نے کرپشن کی ہے ایسی کرپشن میں نے خوردبین میں بھی کسی زمانے میں نہیں دیکھی ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) — جیسا میں نے کہا ڈیپارٹمنٹ نے ان کی تمام کیسوں کی چھان بین کرنے کے بعد ان کو بحال کیا جب کہ تین کو عدالت نے بحال کیا۔

مولانا عبدالباری — ان دو کے نام ذرا مجھے بتائیں۔ جن کو عدالت نے بحال کیا ہے۔؟

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) — میں نے آپ کو پانچ نام بتا دئے ہیں

مولانا عبدالباری — عدالت کے نام بھی بتائیں کس عدالت نے بحال کیا تھا یا یہ وزیر

صاحب کی اپنی تھی یا کوئی اور ایسا مسئلہ تھا۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - مولانا صاحب ایسی بات نہیں تھی میں نے آپ کو پانچ نام بتا دیئے ان میں سے تین کو کون سی عدالت نے بحال کیا میں ابھی نہیں بتا سکتا اگر آپ اسمبلی کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں آپ کو بتا دوں گا۔

مولانا عبدالباری - جناب والا! نہ وہ بتا سکتے ہیں کہ کون سے وہ دو آدمی تھے جن کو بحال کر دیا۔ اس کا جواب وہ نہیں دے سکتے ہیں تو آپ رولنگ دیں کہ متعلقہ وزیر آکر بتائے وہ آجائے وہ اس کا جواب دے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - جناب والا! مولانا صاحب نیا سوال کریں تو ہم بتا دیں گے کہ کس عدالت نے بحال کیا ہے کس کو کیا ہے۔

مولانا عبدالباری - جناب اسپیکر یہ وہ نیا سوال نہیں ہے یہ ضمنی سوال ہے ہمارے سارے ممبران کا حق بنتا ہے۔

جناب اسپیکر - ضمنی سوال کرنا آپ کا حق ہے یہ درست ہے چونکہ اسلم صاحب خوراک کے وزیر نہیں ہے ان کا اپنا محکمہ نہیں ہے انہوں نے کہا کہ اگر آپ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو معلومات حاصل کرلیں اگر اس سے تسلی نہیں ہوتی ہے تو پھر آپ اس کے لیے نیا سوال کریں۔

مولانا عبدالباری - جناب والا! ہم اسمبلی کے فلور پر حقیقت لانا چاہتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے اور یہاں جواب کیا دیا جا رہا ہے تسلی بخش جواب نہیں دیا ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ایک سوال مولانا صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں چونکہ ان کا تعلق اس محکمہ سے کافی عرصہ رہا ہے تو یہ اچھی طرح جانتے ہیں فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں کون سی بدعنوانی ہوتی ہے کیا معزز ممبر صاحب جو کہ سابقہ وزیر ہیں کیا انہوں نے اپنے زمانے میں اس چیز کا نوٹس لیا تھا۔؟

مولانا عبدالباری - جی بالکل بتا سکتا ہوں یہاں جو پانچ ٹھیکہ داروں کا نام دیا ہے شمریز نے ڈھائی لاکھ روپے کا خرد برد کیا تھا اور پھر میں نے اپنی وزارت میں اس کو بلیک لسٹ کر دیا جب نئے وزیر صاحب آ گئے تو یہ پہلے ٹھیکیدار تھے جو پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے اور وزیر صاحب ان کے ساتھ گاڑی چلا رہے تھے اور یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے شمریز کے تین لڑکے نہ ٹھیکہ جانتے ہیں نہ قواعد جانتے ہیں ان کے نام پر تیرہ ٹھیکے دیئے ہیں جن کا ہمارے پاس باقاعدہ ریکارڈ ہے جو کہ ۵ روپے کا ٹھیکہ تھا ۳۵ روپے پر دیا گیا ہے- خیرپور کا-

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - جناب والا! جہاں تک وزیر صاحب کو انہوں نے ڈرائیور بنا دیا اس کا جواب تو وہ خود آ کر دیں گے وہ چونکہ یہاں پر نہیں ہیں عمرہ کے لیے گئے ہیں کہ ڈرائیور وہ تھا یا یہ تھے تو وہ آ کر اس کا جواب دے دیں گے-

جناب اسپیکر - اگر آپ اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو مولانا صاحب آپ کو دوسرا سوال کرنا پڑے گا اگر ہم اس سوال کو ڈیفر کریں تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے-

مولانا عبدالباری - جناب والا! اسمبلی کے ضوابط کے تحت ہم تین ضمنی سوال کر سکتے ہیں لیکن میں نے تو آٹھ سوال ایک ساتھ کئے ہیں مگر ایک کا بھی وزیر صاحب نے جواب نہیں دیا ہے-

جناب اسپیکر - مولانا صاحب میں گزارش کرتا ہوں اس سوال کا تو جواب آ چکا ہے اگر اس سے مطمئن نہیں ہیں اور جو بھی ضمنیات ہیں ان پر آپ نیا سوال کر سکتے ہیں-

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) - جناب والا یہ چیمبر والا معاملہ ہمارے ساتھ پہلے ہو چکا ہے مولانا صاحب وزیر خوراک تھے انہوں نے ایک ایگریمنٹ کیا تھا کہ جو منڈیج Mondage کے حساب سے تھا- اور وہ ۳۲ روپے سے ۲۷ روپے کئے تھے- ۳۲ روپے کی بجائے ۲۷ روپے گندم کی ڈھلائی منڈیج mondage کے حساب سے کر دی تھی انہوں نے اس پر یہ کہا تھا کہ ہم بیٹھیں گے اور تسلی کرائیں گے آج نہ اس کی تسلی ہوئی ہے نہ تشفی ہوئی ہے کچھ نہیں ہوا اپنے محکمے کا تو ان کو بہت سی چیزوں کا پتہ ہے لیکن مجھے آج تک اس کا تسلی بخش جواب نہیں ملا

ہے۔

مولانا عبدالباری — جناب والا! جس بات کی طرف ڈاکٹر صاحب نے اشارہ کیا ہے پہلے انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا یہ جو کراچی ڈھلائی کا ٹھیکہ ہے بے شک پچھلے سال ۴۰، ۳۵ روپے کا تھا اور ۹۲، ۹۳ء ہمارے دور وزارت میں ۶۰، ۶۵ کا دیا تھا اس کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے اس کے لیے اوپن ٹنڈر ہوتا ہے پھر جس ٹھیکیدار کا ریٹ کم ہوتا ہے اس کو محکمہ ٹھیکہ دیتا ہے یہ تو طریقہ کار ہے اس کے مطابق ہم نے ٹھیکے دیا ہے یہ محکمہ کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اور یہاں جو بلیک لسٹ ٹھیکہ دیا ہے یہ بغیر اوپن ٹنڈر دیا ہے میں آپ کو سارا ریکارڈ دکھا سکتا ہوں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) — جناب والا! مولانا صاحب نے ہمارے سوال میں کہا تھا کہ اس کے لیے انکوائری کمیٹی بیٹھے گی اور آج تک وہ نہیں بیٹھی ہے اور نہ کارروائی ہوئی ہے

مولانا امیر زمان — جناب والا اس وقت نہ مولانا باری صاحب فوڈ کا وزیر ہے اور نہ ڈاکٹر صاحب حزب اختلاف میں ہے کہ وہ سوال کرے اب وہ حکومت کا حصہ ہے۔ مولانا صاحب حزب اختلاف میں ہے ان کے آپس کے جھگڑے کا کیا فائدہ ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) — یہ میرا استحقاق ہے کہ انہوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ اس کے لیے انکوائری کمیٹی بیٹھنی تھی وہ بھی نہیں بٹھائی۔

مولانا امیر زمان — جناب والا! جہاں تک چیمبر کا مسئلہ ہے ہمارے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے یہاں پر جعفر مندوخیل صاحب نے بورڈوں کے متعلق کہا تھا چیمبر میں آجائیں تو یہ نہیں ہوا۔

میر باز محمد خان کیتھران (صوبائی وزیر) — جناب والا یہاں الٹا جھگڑا چل رہا ہے کہ اس نے پہلے میرے سوال کا جواب نہیں دیا تھا تو میں اس لیے ان سے سوال پوچھ رہا ہوں۔ بدلہ لے رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک — جناب والا! یہ کیسا طریقہ کار چل رہا ہے سوال ہم نے کرنا ہے جواب ان کو دینا ہے مگر جواب ہم دے رہے ہیں سوال وہ کر رہے ہیں۔ اس کو صحیح طریقے سے

چلائیں۔

جناب اسپیکر – اگر متعلقہ وزیر صاحب ہوتے تو یہ سوال جواب نہ ہوتے۔

مولانا عبدالباری – جناب والا! اس وقت فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں جو کرپشن ہو رہی ہے اس بارے میں ہم قیاس بھی نہیں کرسکتے ہیں اور دوسرے محکموں میں کیا ہو رہا ہے میرے خیال میں اس حکومت کا اللہ کے لیے انکوائری کرے اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب میرے چیمبر میں آجائیں مگر ڈاکٹر صاحب کو اتنی جرات نہیں تھی کہ ہمارے چیمبر میں آکر پوچھتے۔ اور ہم سے سوال کرتے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) – جناب والا! یہ جرات کی بات نہیں ہے آپ نے انکوائری بیٹھانے کے لیے کہا تھا ٹھیکہ ۳۰ روپے سے ۴۷ روپے کیا یہ نہ دنیا کے ریٹس rates تھے نہ دنیا کے ریٹس rates بڑھ گئے نہ ڈالر کی قیمت پانچ گناہ ہوئی تھی اور آپ نے یکدم ۳۲ سے ۴۷ روپے کردیا یہ کس قسم کی بات ہے۔؟

جناب اسپیکر – یہ آپ غیر ضروری بحث میں پڑ گئے ہیں۔ مولانا صاحب اب اگلا سوال چلاتے ہیں۔

مولانا عبدالباری – یہ انکوائری ہمارے خلاف تھی میں اپنے خلاف انکوائری نہیں بیٹھا سکتا تھا۔ مگر اس ٹھیکہ کے لیے نہ عدالت نے فیصلہ دیا ہے اور نہ منظوری دی ہے۔ انہوں نے صرف ایک کمیٹی بٹھائی ہے اور اس کے لیے لاکھوں روپے کا خرد برد ہوا۔

X ۶۴۶ **مولوی امیر زمان** – کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ صوبہ کے ہر ضلع کا گندم کوٹہ کس قدر ہے تحصیل ر ضلع وار تفصیل دی جائے۔ نیز صوبہ کے اے۔ آر۔ ڈی ڈیلرز کی تفصیل بھی دی جائے؟

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) – اپریل ۱۹۸۷ء سے پاکستان بھر میں راشن بندی کا نظام ختم کردیا گیا ہے لہٰذا محکمہ خوراک اے۔ آر۔ ڈی مقرر نہیں

کرتا اور نہ کسی خاص علاقہ کا ق کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے۔ سرکاری گودام ہاء سے مقررہ نرخ پر گندم کے اجراء پر کوئی پابندی نہیں سرحدی علاقہ جات میں گندم اور آٹے کی اسمگلنگ کی روک تھام کے لیے قوانین البتہ رائج ہیں۔ صوبہ بلوچستان میں محکمہ خوراک نے ۴۳ مراکز خوراک قائم ہیں اور ان مراکز سے پچھلے سالوں میں زیادہ سے زیادہ ماہوار گندم کے اجراء کا جدول حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مرکز خوراک	گندم کا زیادہ سے زیادہ ماہوار اجراء
۱۔	کوئٹہ	۲٬۲۱۰۰۰ بوری
۲۔	پشین	۴۶۰۰۰ بوری
۳۔	چمن	۲۴۰۰۰ بوری
۴۔	ژوب	۲۷۹۷۰ بوری
۵۔	مسلم باغ	۳۹۳۰ بوری
۶۔	لورالائی	۲۲۶۰۰ بوری
۷۔	دکی	۱۸۰۰ بوری
۸۔	بارکھان	۱۶۴۰ بوری
۹۔	موسیٰ خیل	۱۴۰۰ بوری
۱۰۔	نوشکی	۳۳۵۰ بوری
۱۱۔	دالبندین	۳۰۹۰ بوری
۱۲۔	سبی	۱۵۵۳۰ بوری
۱۳۔	ہرنائی	۳۰۰۰ بوری
۱۴۔	مچھ	۱۸۰۰ بوری
۱۵۔	ڈیرہ مراد جمالی	۹۱۲۰ بوری
۱۶۔	ڈھاڈر	۲۰۰۰ بوری
۱۷۔	نیل پٹ	۶۷۳۰ بوری
۱۸۔	جھٹ پٹ	۱۵۰۰ بوری

۱۹-	اوستہ محمد	۲۰۰۰ بوری
۲۰-	کوہلو	۲۵۰۰ بوری
۲۱-	میوند	۶۰۰ بوری
۲۲-	ڈیرہ بگٹی	۵۵۰۰ بوری
۲۳-	کاہان	۱۰۰۰ بوری
۲۴-	قلات	۲۷۵۰ بوری
۲۵-	سوراب	۳۶۰۰ بوری
۲۶-	مستونگ	۷۰۰۰ بوری
۲۷-	خضدار	۲۴۹۹۰ بوری
۲۸-	آواران	۱۵۲۰ بوری
۲۹-	بیلہ	۸۹۶۰ بوری
۳۰-	اوتھل	۸۹۶۰ بوری
۳۱-	حب	۶۵۲۰ بوری
۳۲-	خاران	۵۱۹۰ بوری
۳۳-	واشک	۱۲۰۰ بوری
۳۴-	بسیمہ	۱۶۰۰ بوری
۳۵-	لاڈگشت	۲۰۰۰ بوری
۳۶-	تربت	۱۳۵۵۰ بوری
۳۷-	پنجگور	۱۰۰۳۰ بوری
۳۸-	پسنی	۳۵۸۰ بوری
۳۹-	گوادر	۴۲۷۷۰ بوری
۴۰-	جیونی	۲۴۴۰ بوری
۴۱-	اورماڑہ	۱۲۳۰ بوری

۴۲- تمپ ۴۰۲۰ بوری

۴۳- مند ۳۵۶۰ بوری

۴۴- بلیدہ ۳۱۰۰ بوری

جناب اسپیکر - سوال نمبر۶۴۶ مولانا امیر زمان صاحب کا ہے۔ آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے۔

مولانا امیر زمان - جناب والا! میں اس سوال کے جواب سے بھی مطمئن نہیں ہوں لہٰذا جب وزیر متعلقہ صاحب نہیں ہیں اسلم صاحب کو ہم زحمت کیوں دیں پھر ان کو بھی چھوڑ دیں۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - بھائی کیوں زحمت نہ دیں۔ آپ سوال پوچھیں میں بالکل تیار ہوں آپ نے پوچھا ہے کہ ہر ضلع کا گندم کا کوٹہ کس قدر ہے ہم نے جواب دے دیا ہے۔

جناب اسپیکر - جواب تو آپ نے دے دیا ہے اگر جواب سے مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ بعد میں نیا سوال کریں۔

مولانا عبد الباری - جناب والا پشتو کی ایک مثال ہے (معزز رکن نے پشتو کی مثال بیان فرمائی) جس کا مطلب یہ ہے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

جناب والا ہم کس کا تزکیہ کریں کس کی اصلاح کریں ایک کا بھی جواب وزیر صاحب نہیں دے سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں اور حکومت آجائے اس حکومت کی انکوائری کرے تو میرے خیال میں یہ سزا سے بچ نہیں سکتے۔

میر باز محمد خان کیتھران (وزیر) - جناب والا! مولانا صاحب پشتو مثال کا اردو میں ترجمہ سنا دیں۔

جناب اسپیکر - اگر آپ کوئی سوال نہیں کرنا چاہتے ہیں اور مطمئن نہیں ہیں تو پھر نئے اجلاس میں سوال کریں۔

مولانا امیر زمان — جناب والا! پچھلے سوال میں انہوں نے لکھا ہے بارڈر فوڈ سٹف آرڈر ۱۹۹۱ء یہ کیا ہے۔ اس کا تو جواب نہیں ملا ہے بتائیں کیا جواب ہے

جناب اسپیکر — وہ سوال گزر گیا ہے اس میں ہماری بات ہو گئی ہے۔

مولانا عبدالباری — جناب والا! ہمارے ان دونوں سوالوں کے جواب میں تضاد ہے یہاں لکھا ہے کہ آرڈی نہیں ہے اور وہاں لکھا ہے کہ محکمہ نے بارڈر فوڈ سٹف آرڈر ۱۹۹۱ جاری ہے۔

جناب اسپیکر — اس میں ان کا جواب آگیا ہے جہاں تک ان کو معلومات تھیں وہ آپ کو بتا دی ہیں۔

مولانا عبدالباری — جناب والا! ہم اسلم صاحب کے بطور وزیر پبلک مشکور ہیں

جناب اسپیکر — انہوں نے کہا ہے جو ان کو معلومات نہیں ہیں اور جو باتیں رہ گئی ہیں آپ اس کے لیے نیا سوال کر سکتے ہیں جو ضمنی سوالات کر سکتے ہیں۔ جو جواب دئے ہیں اگر بات نہیں بنتی ہے تو نیا سوال کریں۔ میری بات سن لیں۔

مولانا عبدالباری — جناب والا! میں نے پہلے سوال کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ بارڈر فوڈ سٹف آرڈر ۱۹۹۱ء جاری ہے اور دوسرے سوال میں جواب میں کہا آرڈی مقرر نہیں کرتا ہے۔ فوڈ سٹف آرڈر کا معنی آرڈی مقرر کرتا ہے۔

جناب اسپیکر — میں یہ گزارش کرتا ہوں آپ کے جو ضمنی سوال ہیں یا کوئی چیز پوچھنی ہے نیا سوال لائیں اور سوال ۶۳۶ کا جواب بھی ریکارڈ پر ہے اگر اس سے آپ کا مقصد حل ہوتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کے لیے بھی نیا سوال لائیں۔

مولانا امیر زمان — جناب والا! یہاں لکھا گیا ہے کہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۸۷ء سے راشن بندی کا نظام ختم کر دیا گیا ہے۔ لہذا محکمہ آرڈی مقرر نہیں کرتا ہے اور پہلے جواب میں لکھا گیا ہے بارڈر فوڈ سٹف آرڈر ۱۹۹۱ء جاری ہے اس میں تو آرڈی ہے۔ ادھر لکھا ہے آرڈی نہیں ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) ۔ جناب اسپیکر اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اس سوال اور جواب دونوں کو پڑھ لوں تاکہ ان کو سمجھ آئے۔

جناب اسپیکر ۔ نہیں یہ آپ کا جواب تو آگیا ہے۔

مولانا امیر زمان ۔ حضور جواب کہاں آگیا ہے میں ضمنی سوال کرتا ہوں کہ وہاں لکھا گیا ہے کہ آرڈی نہیں محکمہ خوراک ادھر لکھا گیا ہے کہ ۱۹۹۱ء کی آرڈیننس نافذ ہے جب یہ آرڈر نافذ ہے یعنی یہ آرڈر ہے تو اس میں آل ریڈی آرڈی ہے پھر کس طرح......

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) ۔ دیکھیں جی میرا سوا اگر وہ پڑھ لے ابھی وہی قصہ ہے جیسا ایک مثال ہے کہ "من چی سی گویم و دھنبورہ من چی سی سرائد" سوال کیا ہے جواب کیا ہے آپ نے یہ پوچھا ہے صوبہ کے ہر ضلع کے گندم کا کوٹہ کس طرح ہے تفصیل ضلع وار دی جائے ہم نے تفصیل دی ہے۔

مولانا امیر زمان ۔ جواب تصور بن گیا اس طرح نہیں ہے آپ ذرا پڑھ لیں۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) ۔ اچھا میں جواب پڑھ لوں جی؟ جناب جواب پڑھ لوں؟

جناب اسپیکر ۔ جواب تو کافی لمبا چوڑا ہے اس میں جی آپ نے کیا ضمنی سوال کرنا ہے؟

مولانا امیر زمان ۔ حضور ضمنی سوال تو یہ ہے اسے میں نے چار دفعہ کرلیا ہے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں محکمہ خوراک نے جواب میں لکھا ہے کہ آرڈی ہم نے نہیں مقرر کیا ہے راشن بندی کے بعد اور یہاں پر لکھا ہے کہ "ہم نے ۱۹۹۱ء کے آرڈر نافذ کردیا ہے" اس میں اور اس میں کیا فرق ہے۔

جناب اسپیکر ۔ نہیں میرے خیال میں وہ الگ مسئلہ ہے۔

مولانا امیر زمان ۔ حضور (Food stuff control distribution) کا

کیا مطلب ہے۔

جناب اسپیکر ۔ یہ ڈسٹریبوشن (Distribution) سے متعلق ہے۔

مولانا امیر زمان ۔ جناب (Food stuff control) کا کیا مطلب ہے۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی (وزیر خزانہ) ۔ وہ آرڈی اور آرڈیننس میں فرق نہیں جانتا ہے۔

جناب اسپیکر ۔ نہیں مولانا صاحب ایک۔۔۔۔۔۔

مولانا امیر زمان ۔ جناب اسپیکر صاحب آپ خود وکیل ہیں آپ ذرا وضاحت کردیں کہ اس کا کیا مطلب ہے Food stuff control order

جناب اسپیکر ۔ جی منسٹر صاحب آپ اس کا مطلب بتائیں (Food stuff control order)

مولانا امیر زمان ۔ پہلے سوال میں آپ نے جو ۶۴۵' میں جو لکھا ہے کہ (Balochistan border area food stuff control order 1991ء)

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) ۔ اس میں یہی لکھا ہے کہ بلوچستان بارڈر ایریا فوڈ کیا اردو میں اس کا ترجمہ کر سکتا ہوں۔

مولانا امیر زمان ۔ (Stuff control order 1991ء)

جناب اسپیکر ۔ جی۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) ۔ یہ اس میں لکھا ہے (Balochistan border area food کیا اردو میں اس کا ترجمہ کر سکتا ہوں؟

مولانا امیر زمان ۔ (Stuff control order 1991ء) جی

میر محمد اسلم بزنجو - بارڈر (Border) کا مطلب سرحد، فوڈ (Food) کا مطلب سمجھ گیا اسٹف کنٹرول آرڈر ۱۹۹۱ء

مولانا امیر زمان - وہ ابھی رقعہ پڑھ کے بتائیں گے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - یہ جو بارڈر بیلٹ ہوتا ہے، ۳۰ کلو میٹر کے اندر جو ۳۰ کلو میٹر بارڈر ہوتا ہے اس کے لیے حکومت........

مولانا امیر زمان - جناب اسپیکر ہم آپ سے ازراہ کرم سوال کرتے ہیں آپ وکیل ہیں آپ نے انگریزی پڑھی ہے آپ ذرا وضاحت کر دیں کہ اس کا مطلب کیا ہے ابھی سیکریٹری صاحب نے انہیں رقعہ دیا ہے وہ بھی غلط ہے........ (مداخلت)

نواب محمد اسلم خان رئیسانی (وزیر خزانہ) - جناب اسپیکر مولانا عبدالباری وزیر خوراک رہے ہیں اور مولانا امیر زمان صاحب وزیر زراعت رہے ہیں خوراک اور زراعت کے بارے میں سوالات و جوابات کے بارے میں وہ اپنے چیمبر میں کریں تو زیادہ بہتر ہے بہ نسبت یہاں اسمبلی کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ اسٹف فوڈ (Stuff food) اور فوڈ اسٹف آرڈیننس (Food stuff ordinance) اور آرڈی.......

مولانا عبدالباری - جناب اسپیکر میں اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں۔

مولانا امیر زمان - جناب اسپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ خوراک نے جواب میں کہا ہے کہ آرڈی ہے اس کا نظام ہم نے ختم کر دیا یہی آپ کا جواب ہے اسلم صاحب ادھر آپ نے لکھا ہے سوال نمبر ۶۴۶ میں کیا ۶۴۶ میں آپ نے یہی بتایا ہے؟

جناب اسپیکر - آپ کے دو سوالات آئے ہیں۔

ملک محمد شاہ مردانزئی (وزیر زکوۃ و سماجی بہبود) - جناب اسپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب اسپیکر - جی فرمائیں۔

ملک محمد شاہ مردانزئی (وزیر) - جناب اسپیکر آپ ذرا مولانا امیر زمان صاحب کو ضمنی سوال سمجھا دیں کہ ضمنی سوال ہوتا کیا ہے جناب والا! یہ ایک ایک گھنٹہ --- جناب ایک سوال کے اندر وہ تین ضمنی سوال کر سکتا ہے بشرطیکہ اگر وہ ضمنی سوال بنتا ہو یا نہیں بنتا ہے یہ تو پتہ نہیں چل رہا ہے' وہ ایسے بول رہا ہے' بس کھڑے ہیں فلاں کیا ہیں فلاں کس طرح ہو رہا ہے' فلاں اس طرح ہوا ہے' اگر اس کا ضمنی سوال بنتا ہے' اگر ضمنی سوال نہیں بنتا ہے تو وہ ضمنی سوال نہیں کر سکتا' جناب پہلے آپ یہ بتا دو کہ ضمنی سوال کس طرح بنتا ہے؟

مولانا امیر زمان - جناب اسپیکر یہ کاکڑ خراسان نہیں ہے یہ اسمبلی ہے۔

جناب اسپیکر - میرا خیال ہے کہ اس قضیہ کو ختم کیا جائے' یہ غیر پارلیمانی الفاظ حزف کئے جاتے ہیں۔

بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ حزف کئے گئے۔

مولانا امیر زمان - الفاظ حزف نہ کئے جائیں ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم ذرا وضاحت کردیں کہ بارڈر پر کس کی گاڑی کراس ہو کر کے افغانستان کے اندر سمگلنگ کر رہے ہیں یہ ہمیں بتا دیں میں فراڈی ہوں یا حاجی صاحب فراڈی ہیں حاجی صاحب خود بتا دیں اس کی ۷۰ گاڑیاں افغانستان سمگلنگ کر رہے ہیں وہ کس کا ہے۔

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر عشر و زکوۃ) - سمجھتا نہیں مولانا صاحب آپ ذرا واضح کردو۔

جناب اسپیکر - سوال مولانا صاحب یہ کیا ہے......

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر) - گاڑی تو سب دنیا کا چلتا ہے...... (مداخلت) اور بھی کیا کیا چیز چل رہا ہے وہ تو میرے حلال چیزوں پر چل رہا ہے آپ کی طرح نہیں کہ دوسروں کے پیسے سے موٹر پر سوار ہے جس موٹر پر آپ سوار ہیں وہ کس کا ہے؟

جناب اسپیکر - میرا خیال ہے کہ یہ بحث مردانزئی صاحب اور مولانا امیر زمان صاحب' یہ غیر ضروری بحث ہے آپ دونوں بیٹھ جائیں مجھے بہت افسوس ہے کہ کچھ دنوں سے اس اسمبلی کو...... اگر ہم نرمی برتتے ہیں تو اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر آدمی جو چاہے وہ کہے' آئندہ کے لیے پوائنٹ آف آرڈر پر جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی نہیں بولے۔

سردار ثناء اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) - جناب اسپیکر میری ایک درخواست ہے کہ دو تین دن سے ہماری اسمبلی میں جو کارروائی چل رہی ہے میرے خیال میں یہ ہمارے بلوچستان کے روایات کے خلاف ہے ہم جب بھی اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں اپنی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ بات کی ہے اور قواعد و ضوابط کے مطابق قبائلی معاشرے کے حصہ دار اور اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے قبائلی روایات سے ہٹ کر ہم دو تین دن سے ایوان کی کارروائی چلا رہے ہیں میری ایوان کے ممبران سے گزارش ہے کہ قبائلی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایوان کو چلایا جائے۔

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر) - جناب اسپیکر......

جناب اسپیکر - آپ بیٹھ جائیں میں کہتا ہوں مردانزئی صاحب آپ بیٹھ جائیں- محمد شاہ مردانزئی صاحب میں کہتا ہوں آپ بیٹھ جائیں- اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اگر کسی کو بولنے کی اجازت دے دیں تو اس کا جو جی چاہے بول دے- آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو اپنے بیٹھنے کی حیثیت کا تھوڑا سا خیال رکھنا چاہئے آپ پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں یہ طاقت کا استعمال نہیں ہے آپ اسمبلی میں بی ہوئے ہیں جی اس سوال کا جواب آپ کے پاس آگیا ہے مولانا صاحب دونوں باتوں کا جواب آگیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے یہ پوچھا ہے کہ "ضلع کا گندم کوٹہ کس قدر ہے" وہ دیا گیا ہے اگر آپ کو گندم کے کوٹہ سے متعلق کوئی اعتراض ہے تو آپ سوال کریں دوسرا یہ آپ نے کہا ہے کہ "آرڈیز کی تفصیل دیں" تو انہوں نے کہا ہے کہ ۱۹۸۷ء سے آرڈیز نہیں ہیں-

مولانا امیر زمان - دوسرے سوال میں انہوں نے کہا ہے کہ......

جناب اسپیکر - کس سوال میں؟

مولانا امیر زمان - سوال نمبر ۶۴۵ میں۔

جناب اسپیکر - اس میں نہیں کہہ رہے ہیں وہ الگ چیز ہے۔

مولانا امیر زمان - کیا ہے؟

محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) - جناب اسپیکر مجھے وضاحت کرنے دیں۔ میں کہہ رہا تھا کہ سارے صوبے بلکہ پورے ملک میں راشن سسٹم ختم ہو چکا ہے۔ صرف بارڈر ایریا میں یہ سسٹم نافذ ہے اور ڈپٹی کمشنر صاحبان راہداری دیتے ہیں۔ بارڈر ایریا میں اشیا خوراک لے جانے کے لیے۔

مولوی امیر زمان - جناب اسپیکر لورالائی اور پشین ایریا بارڈر ایریا نہیں ہے۔ لیکن وہاں بھی یہ سسٹم موجود ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) - جناب اسپیکر میرے علم میں اس طرح کی کوئی بات نہیں اگر مولانا صاحب کو اس بارے میں علم ہو تو وہ وضاحت کریں کیونکہ وہ اس سے پہلے وزیر خوراک رہ چکے ہیں۔

مولوی عبدالباری - جناب اسپیکر میں وضاحت کروں۔؟

جناب اسپیکر - جی۔

مولوی عبدالباری - جناب اسپیکر یہاں وزیر صاحب سے یہ سوال کیا تھا کہ فوڈ سٹف کنٹرول کیا ہے (خوراکی مواد کے بندش کا قانون۔ لیکن متعلقہ محکمے نے جواب میں لکھا ہے۔ بلوچستان بارڈر ایریا فوڈ سٹف کنٹرول آرڈر ۱۹۹۱ء جاری کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہ آرڈر پرانا ہے ۱۹۹۱ء کی بجائے ۱۹۸۷ لکھا جائے۔ دوسری بات جواب میں ایک جگہ لکھا گیا ہے کہ کنٹرول ہے دوسری جگہ لکھا گیا ہے کنٹرول نہیں۔ تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ بارڈر ایریا جو تیس میل کے اندر ہے کچھ اضلاع ہے ہم ان کو بارڈر ایریا کہتے ہیں۔ مثلاً ژوب ڈسٹرکٹ پشین ڈسٹرکٹ اس میں آتے ہیں۔ ایسے علاقوں میں بے شک کنٹرول ہے راشن سسٹم لیکن کچھ علاقے

کوئٹہ مستونگ وغیرہ ان میں کنٹرول نہیں۔ تو کنٹرول ہے بارڈر ایریے میں اور جو اوپن ہے وہ غیر بارڈر ایریے۔

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی۔ درخواستیں پڑھ کر سنائیں گے۔

مسٹر محمد حسن شاہ (سیکریٹری اسمبلی) ۔ جناب ارجن داس بگٹی نے درخواست دی ہے کہ وہ اپنے آنجہانی بھائی کی آخری رسومات کے لیے گنگا جارہے ہیں۔ اس بنا پر وہ اسمبلی کی بقایا رواں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی حق میں رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب اسپیکر ۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی ۔ سردار چاکر خان ڈومکی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۱۰ مارچ اور ۱۳ مارچ کے اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہے لہٰذا ان کی حق میں رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی ۔ جناب مولوی عصمت اللہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ عمرہ کے لیے گئے ہیں اور رواں اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی حق میں ۴ مارچ سے ۲۰ مارچ تک کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر ۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی ۔ جناب میر ہمایوں خان مری نے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ ذاتی مصروفیات

کی وجہ سے کراچی گئے ہیں۔ اور ۱۰ مارچ کے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ للذا ان کی حق میں رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب اسپیکر — سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی — جناب سردار محمد طاہر خان لونی نے اطلاع دی کہ ان کے برادر ان لا (Brother in law) وفات پاچکے ہیں للذا ان کی حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے

جناب اسپیکر — سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی — مولوی عبدالغفور حیدری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے گئے ہیں۔ اور رواں اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے! للذا ان کے حق میں ۴ مارچ سے ۲۰ مارچ تک کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب اسپیکر — سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

تحریک استحقاق

جناب اسپیکر — جناب میر ظہور حسین خان کھوسہ نے تحریک استحقاق کا نوٹس دیا ہے للذا وہ اپنی تحریک ایوان میں پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ — جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں درج ذیل مسئلے پر تحریک استحقاق کا نوٹس پیش کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے۔ کہ میرے گذشتہ سے پیوستہ اسمبلی اجلاس میں کویت فنڈ کے کوٹہ سے میرے حلقہ انتخاب کے گاؤں کو بجلی کی فراہمی نہ کرنے کا متعلق ایک تحریک کے جواب میں وزیر متعلقہ نے یہ یقین دہانی کرائی تھی۔ کہ میرے تجویز کہ وہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی کی منظوری جلد دی جائے گی۔ لیکن سات آٹھ ماہ گذرنے کے باوجود ابھی تک میرے

حلقے کے کسی بھی تجویز کنندہ گاؤں کو بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے۔

جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر عمل نہ کرنے کے وعدہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر : ۔ تحریک استحقاق یہ ہے کہ میرے گذشتہ سے پیوستہ اسمبلی اجلاس میں کویت فنڈ کے کوٹہ سے میرے حلقہ انتخاب کے گاؤں کو بجلی کی فراہمی نہ کرنے کا متعلق ایک تحریک کے جواب میں وزیر متعلقہ نے یہ یقین دہانی کرائی تھی۔ کہ میرے تجویز کہ وہ گاؤں کو بجلی کی فراہمی کی منظوری جلد دی جائے گی۔ لیکن سات آٹھ ماہ گذرنے کے باد جود ابھی تک میرے حلقے کے کسی بھی تجویز کنندہ گاؤں کو بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے۔

جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر عمل نہ کرنے کے وعدہ پر بحث کی جائے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ جناب اسپیکر جب سے یہ گورنمنٹ وجود میں آئی ہے۔ ہمارے ساتھ انتقامی کارروائی شروع کر رکھی ہیں۔ خاص کر ہمارے ضلع نصیر آباد میں جو ہمارا ہوم ڈسٹرکٹ ہے آتے ہی اس نے میرے بلڈوزر کے گھنٹے بند کر دیے۔ یو۔ ایس۔ اینڈ پراجیکٹ کے توسط سے جو اسکولوں کے کمرے تعمیر کر رہے تھے۔ ان کو بند کروایا گیا۔ حالانکہ میں نے ان سے کوئی برائی نہیں کی ہے۔ اس سے پہلے جب چیف منسٹر صاحب ایم پی اے نہیں تھے۔ اور انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ مجھے بلڈوز کے کچھ گھنٹے چاہیے تو میں ان کو دو سو گھنٹے دے دیں اس کے بعد ایک سو پچاس مزید بلڈوز گھنٹے ان کو دیے۔ جب کہ اس وقت ان کو کوئی بلڈوز گھنٹے نہیں دے رہا تھا۔ معذرت کے ساتھ اس وقت ان کا یہ حال تھا کہ وہ قسطوں کی گاڑی پر پھرتا تھا۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے وہاں کشمیر آباد جو چیف منسٹر کا گاؤں ہے میں تاج محل اسی ۸۰ لاکھ روپے سے بن رہا ہے۔ کراچی میں اس نے بنگلے خریدیں ہے۔ اور کوئٹہ میں بنگلے خریدے ہیں۔ یہ پیسے انہوں نے کہاں سے لائے ہیں صوبے میں کرپشن چل رہا ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے صوبہ سرحد میں آٹھ بنگلیں خریدیں ہے۔

جناب وزیر اعظم نواز شریف یہاں تشریف لائیں تھے انہوں نے صحیح کہا تھا کہ چھ ۶ ارب روپے ہم نے صوبے کو دیئے تھے وہ غبن ہو گئے ہیں۔ نصیر آباد چوری کے گاڑیوں کا مرکز بن گیا ہے۔

جناب اسپیکر ۔ ظہور حسین صاحب آپ اپنی تحریک استقاق کے متعلق بات کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ جناب اسپیکر میں حقیقت بیان کر رہا ہوں اور اس کا اصل پس منظر جناب میرے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہاں پر جو بھی ملازمتیں ہیں وہ چیف منسٹر صاحب کے حکم سے ان کے عزیز و اقارب کو بھرتی کرتے ہیں۔ یا رشوت کے زور سے۔ اتنی تو زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ اسپیکر صاحب آپ کو مداخلت کرنی چاہیے۔ اور کویت فنڈ سے بجلی کے ہر ایم پی اے کو کوٹہ دیا گیا۔ اور میں نے اپنے حلقے کی تجاویز دی جو فیزبل تھے۔ ایک دفعہ منظور ہوئے بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے قلم سے اس کی منظوری منسوخ کر دی۔ پھر میں مسئلہ اسمبلی میں اٹھایا متعلقہ محکمے کے وزیر صاحب نے یقین دھانی کرائی کہ اس کو بحال کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں محکمہ پی اینڈ ڈی کو بار بار یاد دہانی کرائی لیکن وہ مجھے ٹرخاتے رہے اس کے سیکرٹری دوسرے تبدیل ہو کر آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں کوئی پروا نہیں اسمبلی کی کارروائی کی تو حالات یہ ہے۔

سردار ثناء اللہ خان زہری (وزیر بلدیات) ۔ جناب اسپیکر معزز رکن یہ وضاحت کریں کہ وہ کون سا سیکرٹری تھا۔ جس نے کہا کہ ہمیں اسمبلی کی کارروائی کی پروا نہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ سردار صاحب میں ان کا نام نہیں جانتا لیکن یہ حقیقت ہے۔ وہ کوئی ڈپٹی سیکریٹری وغیرہ تھا۔ میں بعد میں معلومات کرکے انکا نام آپ کو بتا دوں گا۔ بجلی کے سلسلے میں دس ماہ قبل اجلاس میں میں نے تحریک استحقاق پیش کیا کہ جب کویت فنڈ سے باقی ایم پی اے حضرات کے زیر تجویز گاؤں کو بجلی دیا گیا ہے۔ لیکن میرا حلقہ اس سے محروم ہے۔ اسی طرح بلڈوز گھنٹوں کا یہ حال ہے جب سے سردار فتح علی عمرانی آئے وہ بھی آدھا کاٹ کر آدھا دیا اور بلڈوز کا یہ حال ہے کہ وہ دس دن سے بند پڑا ہے۔ میرے حلقے میں سینکڑوں نوجوان ایف اے بی۔

اے پاس ہے اور بے روزگار پھر رہے ہیں۔ نصیر آباد میں ایک مخصوص طبقے کو روزگار سے نوازا جا رہا ہے۔ بہرحال یہ میرا مدعا کہ اس پر بحث کی جائے اور اس پر غور کیا جائے۔

سردار فتح علی عمرانی (وزیر زراعت) ۔ جناب اسپیکر معزز رکن کی تحریک استحقاق کویت فنڈز سے بجلی کے متعلق تھی لیکن وہ تو بلڈوز کے گھنٹے اور پتہ نہیں کہاں کہاں گیا۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ جناب اسپیکر یہ میرا فرض ہے۔ کہ اس ایوان کی توسط سے بلوچستان عوام کو بتایا جائے کہ صوبے میں کرپشن ہے چیف منسٹر صوبہ سرحد میں بنگلے خرید رہے ہیں کراچی میں خریدے ہین۔ اس کے لیے کم از کم ایک کمیٹی ہونی چاہیے تاکہ وہ تحقیقات کریں کہ پہلے ان ایم پی اے صاحبان کے ساتھ کیا تھا اور دوران وزارت انہوں نے کیا کچھ بنایا۔ یہ انہون نے کہاں سے بنایا؟۔

سردار فتح علی عمرانی (وزیر زراعت) ۔ جناب اسپیکر آپ معزز رکن سے کہیں کہ وہ اپنی تحریک کے متعلق بات کریں وہ کبھی وزیر اعلیٰ کے بنگلو کو لیتا ہے کبھی کشمیر آباد کے متعلق بات کرتا ہے چیف منسٹر صاحب ۱۹۷۰ سے زمین دار ہے وہ ایک کی بجائے دس بنگلے بنا سکتا ہے۔

جناب اسپیکر ۔ ظہور حسین صاحب آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ آپ اپنی استحقاق کے متعلق بات کریں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی (وزیر خزانہ) ۔ جناب اسپیکر یہاں کسی کی ذات پر تنقید نہیں کرنا چاہیے۔ اگر تاج محمد جمالی کے خلاف ان کے پاس ثبوت ہے تو وہ باقاعدہ انکوائری کا مطالبہ کریں۔ ہم چیف منسٹر کے خلاف انکوائری کروائیں گے۔ آپ نے چھ ۶ ارب روپے کی بات کی ہم اس کے ایک ایک پیسے کا حساب دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن کسی کی ذات پر تنقید نہ کی جائے یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

سردار فتح علی عمرانی (وزیر زراعت) ۔ جناب اسپیکر صاحب (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اس کا تحریک کیا ہے اور وہ تقریر کیا کرتا ہے آپ بھی چشم پوشی کر رہے ہیں سمجھ میں

نہیں آرہا ہے کہ اس کا تحریک کیا ہے۔(شور)

جناب اسپیکر - جناب آپ کی جو تحریک استحقاق ہے اس سے متعلق بات کریں

نواب محمد اسلم خان رئیسانی (وزیر خزانہ) - جناب اسپیکر صاحب (پوائنٹ آف آرڈر) میں اس سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی کی ذات پر اٹیک نہیں کرنا چاہیے اگر میر تاج محمد جمالی کے خلاف ان کے پاس ثبوت ہے تو وہ باقاعدہ انکوائری کا مطالبہ کریں ہم میر تاج محمد جمالی کے خلاف انکوائری کروائیں گے اور آپ نے جو چھ ارب کی بات کی ہے ہم ایک ایک پیسہ کا حساب دینے کے لیے تیار ہیں لیکن کسی کے ذات پر آپ اٹیک نہیں کریں یہ اچھی بات نہیں ہے جیسا کہ سردار ثناء اللہ نے کہا کہ ہمارا معاشرہ قبائلی ہے ہم کو قبائلی روایات کے دائرے کے اندر رہ کر بات کرنا چاہیے کسی کے ذات پر اٹیک نہیں کرنا چاہیے

میر ظہور حسین کھوسہ - دیکھیں نواب صاحب میں تو حقیقت بیان کر رہا ہوں میں کوئی غلط بات نہیں بتا رہا ہوں

میر باز محمد کیتھران (وزیر) - سر میری تجویز ہے چیف منسٹر کی پراپرٹی کے بارے میں چھان بین کرنے کے لیے اسمبلی کے ممبروں کے کمیٹی ظہور کھوسہ اور سردار عمرانی پر مشتمل قائم کی جائے

میر ظہور حسین خان کھوسہ - جناب اسپیکر صاحب پچھلی دفعہ میں نے جو تحریک پیش کی تھی نصیر آباد میں گاڑیوں کی چوری کے سلسلے میں۔

جناب اسپیکر - ظہور حسین کھوسہ صاحب آپ کا جو تحریک استحقاق ہے اس پر آپ بولیں آپ اس پر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اس سے متعلق کہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ - جناب میں اس سلسلے میں یہی عرض کرتا ہوں کہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے جبکہ اس ایوان میں انہوں نے یہ یقین دھانی کرائی تھی کہ ہم آپ کا کوٹہ بحال کریں جب کہ وہ چار لاکھ کے اندر آتا تھا چیف منسٹر نے اس کو اپنے ہاتھوں سے کاٹا۔

جناب اسپیکر ۔ منسٹر پی اینڈ ڈی تو آج نہیں لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کے منسٹر صاحب آپ اس سلسلے میں کیا کہیں گے

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) ۔ میرے خیال میں متعلقہ وزیر آجائے

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ یہ معلوم ہو جائے گا کہ اسلام آباد میں کتنے اور فرنٹیر میں کتنے گھر بنائے ہیں کشمیر آباد جو ہے آپ کا گاؤں ہے۔ (شور)

نواب محمد اسلم رئیسانی (وزیر) ۔ جناب اسپیکر صاحب آپ کے اجازت سے یہ پتہ نہیں کہ کتنے بنگلے ہیں یا نہیں جو سابق میں بنگلے خریدے گئے ہیں تو وہ بھی

میر ظہور حسین خان کھوسہ ۔ نواب صاحب سب کے لیے ایک کمیٹی بنائے تاکہ ممبر پہلے کیا تھے اور اب کیا ہے میں یہی گزارش کروں گا

جناب اسپیکر ۔ میر ظہور حسین صاحب جب اس سلسلے میں کوئی بات پر اپر آئے گی اس کو زیر بحث لیا جا سکتا ہے اس وقت آپ کی تحریک استحقاق ہے آپ کے کویت فنڈ کے کوٹے سے بجلی آپ کو فراہم نہیں کی گئی ہے یہ آپ کا کلیم ہے تو پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب آج نہیں ہے تو یہ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کے منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) ۔ میرے خیال میں متعلقہ وزیر جب آجائے اس سے معلوم کیا جائے کہ انہوں نے کیا وعدہ کیا تھا اور مسئلہ کیا ہے

جناب اسپیکر ۔ اس وقت جو تحریک ہے میرے خیال میں اس طرح کرتے ہیں کہ اس تحریک استحقاق کو رکھتے ہیں جعفر خان صاحب کے آنے تک کیونکہ جو پہلے آپ کی تحریک استحقاق آئی ہے اس پر یہ ہوا ہے کہ پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب نے آپ کے ساتھ کوئی بات کی ہے اور آپ نے تحریک پے زور نہیں دیا ہے تو وہ آجاتا ہے انہوں نے آپ کے ساتھ بات کی ہے

میر باز محمد کیتھران (وزیر) ۔ جناب یہ تو منسٹر پاور اینڈ اریگیشن کے پاس ہے تو پی اینڈ ڈی کا کیا تعلق ہے

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) - جناب اسپیکر صاحب میں وضاحت کروں کہ بجلی کا کنٹرول بجلی الاٹ کرنا بجلی کے اپریشن سارے کام براہ راست پی اینڈ ڈی کے ہیں ہم تو صرف کواڈینٹر ہیں جہاں تک بجلی کے اور گاؤں کا الاٹمنٹ کا تعلق ہے اس کا پاور اینڈ اریگیشن سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ سارا معاملہ پاور اینڈ اریگیشن کے پاس ہونا چاہیے فی الحال یہ محکمہ پی اینڈ ڈی کے ساتھ ہے آئندہ کے لیے اس کا فیصلہ کریں گے

میر تاج محمد جمالی (وزیر اعلیٰ قائد ایوان) - جناب اسپیکر صاحب مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اتنا معزز شخص اتنا افسوس ناک بات کرتا ہے پھر بھی اس کے باوجود ڈاکٹر مالک اگر کہتے ہیں اور اس حکومت کے سائیڈ سے کوئی بھی ہو کسی قسم کی انکوائری کرے میں اس کے لیے تیار ہوں لیکن جہاں تک واپڈا کا سوال ہے واپڈا والوں کو ہم نے ڈھائی سو گاؤں دیئے ہیں انہوں نے ایک سو دس کو بجلی دی ہے اور ایک سو چالیس نہیں دی ہے جس کے اوپر ہمارا ان کے ساتھ جھگڑا جاری ہے اور ہمیں ظہور کھوسہ کے گاؤں میں مداخلت کی کیا ضرورت پڑی ہے وجہ کیا ہے کیوں کریں گے ہم لوگ کیا انتقامی کارروائی کریں گے اچھا بھلا زمیندار ہے جیکب آباد میں رہتا ہے نصیر آباد میں کبھی کبھار آتا ہے کوئی اس کی وجہ نہیں ہے بڑی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ست ایم 'پی' اے ہے اپنے حلقے میں جاتا بھی نہیں ہے اور باتیں لے کر کے بیٹھ جاتا ہے اخباری خبریں یا اس قسم کے بنانے کے لیے اس معزز ہاؤس کا ٹائم ضائع کرتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک - جناب اسپیکر صاحب جیسا چیف منسٹر صاحب نے کہا اور میر ظہور حسین صاحب نے بھی پوائنٹ آوٹ کیا یہ واقعی ایک مسئلہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ چاہیے چیف منسٹر ہو یا میں ہوں یا کوئی بھی وہ اکاؤنٹیبلٹی کے حق دار ہیں اگر اس ایوان کے حوالے سے ججز Judges پر مشتمل کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے کہ وہ ہم سب کی چھان بین کرے کس نے حد تک کرپشن کی ہے کس نے کیا دولت بنائی ہے کس نے کیا کمایا ہے کیونکہ اس کے فیصلے ہم لوگ نہیں کرسکتے اس کا فیصلہ ججز Judges کرسکتے ہیں میں اس ایوان کے حوالے سے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کم از کم بلوچستان میں مثبت جمہوری انداز کو لے جانا چاہیے تو وہاں اکاؤنٹیبلٹی ہونی انتہائی ضروری ہے اور میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آپ کم از کم اس سلسلے میں ججز پے "مشتمل

ایک کمیٹی تشکیل دیں وہ ہم سب کی جتنے ایم' پی' اے حضرات ہیں سب کی تحقیقات کرے اور وہ اپنی ریکمنڈیشن گورنمنٹ کو دے دیں

میر ظہور حسین خان کھوسہ - جناب اسپیکر صاحب میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے جج صاحب سے اس کی انکوائری کرائی جائے کہ جب یہ پہلے ایم' پی' اے نہیں تھے تو اس وقت کیا حیثیت تھی ان کی تمام ممبر صاحبان کو چاہیے منسٹر ہو چاہیے حزب اختلاف کے ممبر صاحبان ہوں اور اب ان کی کیا حیثیت ہے کیا غبن ہوا ہے کیا نہیں ہوا ہے تو اس تجویز کی میں تائید کرتا ہوں

میر باز محمد کیتھران (وزیر) - جناب اسپیکر صاحب یہ تجویز شروع میں میں نے پیش کی تھی لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس کا فیصلہ آج ہی ہونا چاہیے یہ انکوائری کرنے سے پہلے جسٹس رشید کی کوئی کمیٹی تھی اس پر پہلے عمل در آمد کیا جائے نہ کہ یہ دوسرا پھر ججز Judges کی ٹیم بھیج کر کروڑوں روپے کا ٹی' اے' ڈی' اے خرچ کر دے پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہیے اور کمیٹی آج ہی آپ مقرر کریں اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے تاکہ یہ انکوائری بھی شروع ہو جائے اس سے پہلے وہ پرانی جسٹس رشید والی انکوائری ہوئی ہے اس کو سامنے لایا جائے اس پر عمل در آمد کیا جائے

ڈاکٹر عبدالمالک - جناب اسپیکر صاحب اس بات کی میں وضاحت کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جسٹس رشید نے جو انکوائری کی ہے وہ سرکار کے پاس پڑی ہوئی ہے کم از کم یہ پوائنٹ تو آؤٹ ہو چکا ہے کہ پچھلی گورنمنٹ نے جو ایم' پی' اے صاحبان تھے ان لوگوں نے کیا کچھ کیا ہے اس پانچ سال میں یا یہ جو موجودہ گورنمنٹ ہے یا اس سے پہلے جو گورنمنٹ تھی اس میں ہم لوگوں نے کیا کچھ کیا ہے اور میں خود ایک ایم پی' اے کی حیثیت سے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اب اس کو publesh کرے یا نہ کرے لیکن ایک چیز تو سامنے آجائے گی کہ کیا ہے جسٹس رشید کی رپورٹ سامنے نہیں آئی لیکن سب کو پتہ چل گیا کہ جسٹس رشید صاحب نے کیا رپورٹ دی ہے۔ (شور)

میر تاج محمد جمالی (وزیر اعلیٰ قائد ایوان) - جب سے ہم لوگ ایم پی اے

بن رہے ہیں اسمبلی کے اس دن سے یہ انکوائری کی جائے بالکل۔

میر باز محمد کیتھران (وزیر) ۔ جب جسٹس رشید کی کمیٹی کے بعد ۱۹۸۹ء ۱۹۹۰ء کی جو اسمبلی تھی اس کی انکوائری بھی ساتھ ہونی چاہیے اور اس انکوائری میں صرف ایم' پی' اے اور منسٹر نہیں بلکہ اگر بیوروکریٹس انوالو ہو دوسرے انوالو ہو اس کی بھی انکوائری ہونی چاہیے

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر) ۔ جناب اسپیکر صاحب (پوائنٹ آف آرڈر) جناب میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو انکوائری کی بات چلی ہے تو ہر کسی کو احتساب کے لیے تیار ہونا چاہیے اور کسی کو کوئی بھی یہ نہ کہیں کہ میں احتساب کے لیے تیار نہیں ہوں ہم سب احتساب کے لیے تیار ہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ مارشل لاء کے بعد ۱۹۸۵ء سے انکوائری کرائی جائے جب سے الیکشن ہوئے ہیں اگر جسٹس رشید نے کیا ہے تو وہ شائع کی جائے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیوروکریٹس کے خلاف بھی انکوائری کی جائے لیکن پاکستان میں یہ چلا آرہا ہے کہ جی منتخب نمائندے ہمیشہ سے بدنام ہیں۔ (dissolve) ہوتی ہیں کہا جاتا ہے کہ جی اسمبلیاں کرپٹ تھیں منتخب نمائندے کرپٹ تھے لیکن جو اصل لوگ ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی میں چاہتا ہوں کہ ہرڈیپارٹمنٹ کے چھوٹے کلرک سے لے کر اس کے منسٹر تک انکوائری کی جائے تاکہ پتہ چلے کہ اس میں کون انوالو (Involve) ہے کون انوالو (Involve) نہیں ہے کیونکہ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو ان چیزوں میں انوالو (Involve) بھی نہیں ہیں لیکن بدنام کئے جاتے ہیں وہ منتخب نمائندے اتنے بدنام ہوجاتے ہیں کہ پاکستان میں پہلے جمہوریت اتنی پھیل پھولی نہیں ہے اس کے بنیادیں اتنی مضبوط نہیں لیکن جمہوریت کو پاکستان میں اتنا بدنام کیا گیا ہے جس سے ہمارے عوام میں مختلف قسم کے شک و شبہات بڑھتے جارہے ہیں کہ جی اس سے بہتر مارشل لاء تھا اس سے بہتر کوئی اور نظام تھے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کلرک سے لے کر منسٹر تک انکوائری کی جائے تاکہ ہم میں جو بھی لوگ انوالو (Involve) ہوں اس کو سزا دی جائے اس کے لیے ہم سب تیار ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی کو احتساب کے لیے تیار ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر عبدالمالک ۔ ایک چیز کی وضاحت کروں ذرا ۸۵ء سے ۸۸ء کی ایک رپورٹ حکومت بلوچستان کے پاس پڑی ہوئی ہے جو اسمبلی تھی اس پر آج ہم یہ فیصلہ دے دیں کہ اس کو

شائع کرتے ہیں اور اس پر حکومت کارروائی کرے گی ۸۸ سے آج تک دو اسمبلی آئی ہیں ۸۸ ٹو ۸۸ء ٹوان گوئنگ (in going) اس کے لیے آپ ایک انکوائری کمیٹی بنالیں۔

جناب اسپیکر - جی حمید خان صاحب۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (صوبائی وزیر) - جناب اسپیکر صاحب میں تو یہ انکوائری کے بارے میں کسی کو بھی سنجیدہ نہیں سمجھ رہا اس اسمبلی میں کہ واقعی وہ چاہتے ہیں کہ یہ انکوائری ہو اگر وہ اس معاملے میں اتنے سنجیدہ ہیں آپ کی اپنی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اسٹینڈنگ کمیٹی آج تک نہیں بن سکی جس کے سامنے بے شمار مسائل پڑے ہوئے ہیں، آپ اگر سنجیدہ ہیں تو ایک نئی انکوائری کمیٹی بنانے سے پہلے ہماری اپنی اسٹینڈنگ کمیٹی کے الیکشن ہونے چاہیں ہمارا ابھی تیسرا سال چل رہا ہے اور یہ فیصلہ پتہ نہیں کب ہوا تھا کہ اسٹینڈنگ کمیٹی بن گئی اور پھر اس کے سامنے جو مسائل ہیں اس میں ۸۵ کے بھی مسائل ہیں اس کے دوسرے مسائل بھی ہیں ہم اگر سنجیدہ ہیں سارا یہ ہاؤس تو ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ ہم اس بات پر زور دیں کہ اسٹینڈنگ کمیٹی کا الیکشن ہو باقاعدہ انتخابات ہو اس کی فارمیشن (formation) ہو اور پھر اس کے سامنے یہ سارے معاملے جو آج بھی آپ رکھنا چاہتے ہیں اسٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے رکھیں جو یہ ہماری اپنی اسمبلی کا پروسیجر procedure ہے اور اس میں بڑی آسانی ہوگی تو میری یہ تجویز ہے کہ ہمیں زیادہ زور اپنی پبلک اکاؤنٹس کے الیکشن اور اس کے بنانے پر دینا چاہیے اور پھر اس کے سامنے یہ سارے معاملے رکھیں جو وہ پھر اس کی انکوائری کریں یہ باقاعدہ اسمبلی کی کارروائی بھی ہو۔

جناب اسپیکر - اسٹینڈنگ کمیٹی واقعی ایک پریشانی کا باعث ہے اب تک باقاعدہ اس نے فنکشن شروع نہیں کیا تو اس پر یقیناً" ممبران حضرات کو سنجیدہ ہو کر اس پر فیصلہ کرنا چاہیے چیئرمین اس کا الیکٹ ہوئے تو اس کے بعد اس پر کارروائی شروع ہو سکتی ہے تو اگر چیئرمین وہ کمیٹی آپس میں الیکٹ نہیں کر سکتی ہے تو پھر یہ ہونا چاہیے کہ اس کو واپس ہاؤس میں لانا چاہیے نئی کمیٹی نیا چیئرمین تاکہ پھر کوئی کام آگے چلے حمید خان صاحب کی اچھی تجویز ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - پبلک اکاؤنٹس کے چیئرمین تو منتخب ہو چکا تھا لیکن آپ نے ان کا نوٹیفکیشن نہیں کیا تھا جی۔

جناب اسپیکر - لیکن وہ قانونی نہیں تھا۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - میں نے اکثریت حاصل کی تھی جی ریکارڈ میں ہے۔

جناب اسپیکر - جب تک قانون کے دائرے میں نہیں آتا ہے نوٹیفکیشن نہیں ہو سکتا اس طرح کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب چونکہ کوئی proper تحریک اس سلسلے میں نہیں ہے اس پر اگر پراپر proper کوئی جو تحریک آئے گی پھر اس پر کارروائی کی جائے گی۔

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) - جناب اسپیکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر جس طرح ڈاکٹر مالک صاحب اور ظہور صاحب چونکہ یہ پہلے اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں اور ان کی حکومت بھی تھی وہ کہتے ہیں کہ جسٹس رشید نے جو رپورٹیں تیار کی ہیں وہ سرد خانے میں پڑی ہوئی ہے جب یہ حکومت میں تھے انہوں نے کوئی زحمت نہیں کی شائع کرنے کی کیا وجوہات تھے اس کے۔

مولوی امیر زمان - (پوائنٹ آف آرڈر) وہ قرارداد یہاں سے پاس بھی ہوئی کہ اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کہ انکوائری کریں میرے خیال میں جب آپ نے کہا تھا کہ اس کے لیے لانا چاہیے کیونکہ قرارداد پہلے ہم نے لایا اور قرارداد منظور ہوا کہ جسٹس رشید کے انکوائری کے بعد اس کے لیے کمیٹی بنائی جائے اور جسٹس رشید کی جو انکوائری ہے اس کی رپورٹ شائع کی جائے۔

جناب اسپیکر - میرے خیال میں اس وقت ہم غیر ضروری بحث میں پڑے ہوئے ہیں اس کے لیے پراپر تحریک لائیں۔

میر باز محمد خان کیتھران (وزیر) - سر اس پر میں چھوٹی سی سجشن (Suggesion) دوں گا یہ کمیٹی اگر آپ ریزولیشن (Resolution) یا کوئی موشن (motion) کے بغیر نہیں بنا سکتے کوئی ایسی رکاوٹ ہے تو چیف منسٹر صاحب کم از کم یہ انشورنس دے دیں کہ پرانی جسٹس رشید والی جو انکوائری ہے اس پر عمل درآمد کے لیے میں احکامات جاری کرتا ہوں یہ بھی سب کے لیے بھلائی ہو جائے گی اگلی کارروائی پھر بعد میں۔

میر تاج محمد خان جمالی (قائد ایوان) - جناب اسپیکر صاحب پرانے وزیر اعلیٰ

نے کچھ بھی نہیں کر گئے تو آپ مجھ پر کیوں ڈال رہے ہیں میں اس اپنے وقت کی بات کر رہا ہوں اور ہم جسٹسز Justices میں کیوں جائیں بلکہ ہمارے پاس اچھے بھلے ایم پی اے حضرات بھی ہیں اور میں ڈاکٹر مالک کا نام تجویز کرتا ہوں وہ انکوائری کریں تاکہ تمام حضرات کا اچھی طرح بھی پتہ چلے۔

جناب اسپیکر - مالک صاحب کی انکوائری کون کرے گا۔ (ڈیسک بجائے گئے) (شور)

ڈاکٹر عبدالمالک - میں انتہائی شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ اس نے مجھ پر بھروسہ کیا میں اس کام کے لیے بالکل تیار ہوں میں اپنے آپ کو پہلے پیش کروں گا باقی جو کمیٹی بنائی گئی اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے (I will do it) اگر چیف منسٹر صاحب اس بات پر متفق ہے کہ واقعی بلوچستان اکاؤنٹیبلیٹی (accountibility) ہونی چاہیے یہ عوام کے پیسے ہیں عوام پر خرچ ہونی چاہیے اس کے لیے اگر ایوان پر مشتمل کمیٹی بنتی ہے اس کو کرنی چاہیے یا جسٹس صاحبان پر۔

جناب اسپیکر - مولانا باری صاحب آپ دونوں سے پہلے ہیں مولانا باری صاحب پہلے ہیں خان صاحب آپ سے جی

مولانا عبدالباری - جناب اسپیکر صاحب اس بارے میں جب ہم گورنمنٹ میں تھے تو دو تانی صاحب نے ایک قرار داد لائی تھی احتساب کے بارے میں اور ابھی بھی میں نے اسمبلی کو ایک قرارداد دیا ہے احتساب کے بارے میں میرے خیال میں اسلامی معاشرے کی اصلاح کے لیے بہترین عمل سب سے بہترین عمل احتساب ہے احتساب ہونا چاہئے اور جو رپورٹ جسٹس رشید نے مرتب کی ہے وہ رپورٹ اسمبلی کے فلور پر لائی جائے اور اس کے بعد جو رپورٹ نہیں بنائی گورنمنٹ نے جج صاحب نے تو اس کے لیے مستقل انکوائری کمیٹی بنائیں اور وہ رپورٹ اسمبلی کے فلور پر لا کر اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر - سردار فتح علی عمرانی صاحب۔

سردار فتح علی عمرانی (وزیر) - سر میری گزارش یہ ہے کہ سوال تھا ایک تحریک

تھی کہ میرے گاؤں میں جی بجلی نہیں مل رہی ہے اس میں آپ لوگوں نے تین گورنمنٹ کو پکڑے ہوئے ہیں انکوائری کی جائے یہ کوئی تحریک ہے قرارداد ہے ہمیں سمجھ نہیں آرہا ہے سر آپ سے نواب اسلم رئیسانی صاحب نے پوچھا ہے کہ معزز منسٹر صاحب اپوزیشن بینچ پر بیٹھا ہوا ہے آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپ وضاحت کریں یہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں یا منسٹر ہیں

جناب اسپیکر ۔ آپ کے قریب ہیں آپ پوچھ لیں ان سے۔

میرباز محمد خان کیتھران (وزیر) ۔ سر مجھے بولنے کا حق ضرور ہے یہاں بیٹھا ہوں یا وہاں لیکن یہ سردار صاحب اور خان صاحب کو یہ بتاؤں کہ میں ابھی تک آئی جی آئی میں باقاعدہ شامل نہیں ہوا ہوں وزیر بنا ہوں۔ اب تو آپ کے ووٹرز نہیں بن رہے ہیں میرے خیال میں کیتھران صاحب اگر کیتھران صاحب آپ کے ووٹرز بنتے ہیں تو شاید آپ

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر بلدیات) ۔ جناب اسپیکر میں اس میں اسلم صاحب کی حمایت کروں گا میں نے سردار فتح علی عمرانی کو آپ کے چیمبر سے پکڑ کر لے گیا تھا وہاں اور اس نے اسلم صاحب کو ووٹ دیا تھا۔ (مداخلت)

سردار فتح علی عمرانی (وزیر) ۔ اسپیکر صاحب میں وضاحت کروں سردار صاحب نے مجھے جھانسہ دیا تھا کہ آپ کے بندے کو میں ایڈمنسٹریٹر ڈسٹرکٹ نصیر آباد بناؤں گا۔ (مداخلت)

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر) ۔ ووٹ آپ نے دیا تھا یا نہیں دیا تھا آپ بتائیں مجھے ووٹ تو آپ نے دیا تھا نہ ؟۔

میرباز محمد خان کیتھران (وزیر) ۔ سردار صاحب ھارس ٹریڈنگ کر چکے ہیں۔

جناب اسپیکر ۔ میرے خیال میں قانون کے مطابق چونکہ الیکشن نہیں ہوا تھا آج ہی آپ بیٹھ جائیں قانون کے مطابق آپ اپنا چیرمین منتخب کریں تاکہ کل سے اس کی کارروائی شروع ہو آپ کے یہ جو ہے پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب آجاتے ہیں اس تک آپ کی یہ تحریک استحقاق موخر کی جاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے والی تحریک استحقاق پر آپ نے زور نہیں دیا تھا ان

کے ساتھ کیا بات ہوئی ہے آپ کی

جناب اسپیکر – تحریک التواء نمبر دو - مولانا امیر زمان کی ہے مولانا صاحب اپنی تحریک التواء پیش کریں۔

مولانا امیر زمان – جناب اسپیکر- آپ کی اجازت سے میں ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ بولان ٹیکسٹائل مل بلیلی جس سے ہزاروں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے کو بند کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ بیروزگار ہو جائیں گے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر – تحریک التواء جو پیش کی گئی یہ ہے کہ - میں ایوان کی توجہ اس اہم مسئلہ کی جانب دلانا چاہتا ہوں بولان ٹیکسٹائل مل بلیلی جس سے ہزاروں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے کو بند کیا جارہا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے روزگار ہو جائیں گے - لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر – جی مولانا صاحب آپ یہ بتائیے کہ یہ تحریک التواء کیسے بنتی ہے۔

مولانا امیر زمان – جناب اسپیکر میرے خیال میں سب حضرات کو یہ علم ہوگا کہ پاک ایران کے اشتراک سے دو ٹیکسٹائل ملز ہیں ایک ہے بولان ٹیکسٹائل مل اور دوسرا لس بیلہ اوتھل ٹیکسٹائل مل یہ ۱۹۷۵ء میں قائم ہوئے جب یہ قائم ہوئے تو حالات اور تھے لیکن آج یہ بند ہیں تو کل کھلی ہیں - بہت وعدے ہوئے ان ملوں کے متعلق اور یہ کہا گیا ہے کہ ان ملز کو چلائیں گے ان کے ساتھ غریبوں مزدوروں کو روزگار کا مسئلہ ہے ساتھ ہی ان کے بچوں کا مسئلہ - ہے یہ ہمیشہ اس کشمکش کے عالم میں رہتے ہیں اگر ان ملوں کو چلانا ہے تو بسم اللہ کر کے چلائیں اگر نہیں چلانا تو گورنمنٹ باقاعدہ طور پر اعلان کرے اور ان مزدوروں کو ملازمین کو کسی دوسرے محکمہ میں ایڈجسٹ کرے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتہائی ظلم کی بات ہے کہ ایک دن ان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے اور دوسرے دن اک کو نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ فارغ ہیں بہ طور ریکارڈ میرے پاس یہ موجود ہے کہ دس سالوں سے ان کے ساتھ یہ وعدے ہوتے ہیں کہ ہم ان ملز کو چلائیں گے جنرل ضیاء

الحق صاحب نے ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ان ملوں کو ہم چلائیں گے اور جتنے لوگ بے روزگار ہیں ان کو روزگار مہیا ہو جائے گا پھر ان کے بعد غلام مصطفےٰ جتوئی صاحب نے وعدہ کیا ان کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو نے بھی ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا پھر اس طرح صوبائی حکومت کے ممبران اور وزرائے اعلیٰ اور اس طرح جام میر غلام قادر خان اور نواب محمد اکبر خان بگٹی میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب اور آپ ملک سکندر صاحب اور مسٹر فصیح اقبال اور موجودہ حکومت کے وفاقی وزیر پیداوار جناب اسلام نبی صاحب کے اخباری بیانات ریکارڈ پر موجود ہیں۔ کہ ہم ان ملوں کو چلائیں گے ان کو بند نہیں کریں گے اور ان کے روزگار کا مسئلہ ہم حل کریں گے اس کے بعد ایک کمیٹی بھی بنائی گئی موجودہ حکومت نے ان دونوں ملوں کو چلانے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی کمیٹی کے چیئرمین سید فصیح اقبال صاحب سینیٹر ہیں اور اس کے باقی ممبران جوائنٹ سیکریٹری پروڈکشن جناب انصاری صاحب ایڈیشنل سیکریٹری جناب اصغر صاحب اور کیپٹن فرید صاحب لیبر سکریٹری بلوچستان محمود احمد صاحب ایم این اے اور بلال فاروقی مینجنگ ڈائریکٹران پر مشتمل ایک کمیٹی ان ملوں کو چلانے کے لئے بنائی گئی اور یہ کہا گیا کہ ہم ان ملوں کو چلائیں گے ان کو بند نہیں کریں گے اور ان بیچاروں کو آسرا دیا گیا کہ آپ کے روزگار کا مسئلہ ہے ان بیچاروں کی تنخواہ بند ہے یہ بے چارے سڑکوں پر پھر رہے ہیں جلسے ہو رہے ہیں جلوس نکل رہے ہیں ہڑتالیں ہیں نعرہ بازی ہے اس کے علاوہ ان کا کوئی حل نہیں نکلا ہے ان کا مسئلہ حل نہیں ہوا ان حالات کے باوجود آخر میں ان بیچاروں کو اس کا یہ صلہ ملا کہ گورنمنٹ نے نوٹیفیکیشن جاری کر دیا اور ان کو کہا گیا آپ فارغ ہیں ان ملوں کو بند کیا جائے گا تو اگر ان کو بند کرنا ہے تو پنجاب میں کتنے شوگر ملز وغیرہ ہیں ان کو بند کیا جائے یہ کیوں ہمیشہ بلوچستان کی بد قسمتی ہے اور ہمیشہ بلوچستان کی قسمت کیوں اس طرح ہے کہ یہاں اگر ایک مل ہے یا فیکٹری ہے وہ بند ہے بہ طور مثال یہاں سیمنٹ فیکٹری ہے وہ بند ہو گئی یہاں ایک مل ہے وہ بند ہو گئی ہرنائی میں ایک مل ہے وہ بھی بند ہو گئی قلات میں ایک مل ہے وہ بھی بند ہو گئی ملوں کی بندش کا مسئلہ پنجاب میں کیوں نہیں ہے اور یہی چکر سندھ اور سرحد میں کیوں نہیں ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ بلوچستان کے ساتھ یقیناً ایک انتقامی کارروائی ہے بلوچستان کے ساتھ یہ ظلم ہے بلوچستان کے بیچارے عوام اور مزدوروں کے ساتھ انتہائی ظلم ہے میں سمجھتا

ہوں اگر مرکزی حکومت یہ کرتی ہے تو یہ بھی ظلم ہے ناانصافی ہے اور اگر صوبائی حکومت یہ کرتی ہے تو بھی یہ ظلم ہے ناانصافی ہے یہ ہر ایک کا مسئلہ ہے ایسا نہیں کہ موصوف میرا مسئلہ ہے اس میں ایسا ہے کہ اگر میرے بچے اس میں مزدور ہیں تو باقی حضرات کے بچے بھی ان میں مزدور ہیں اور ہمیشہ بے روزگاری کا یہ عالم ہے اگر یہ چلتی ہیں تو ان کو بھی ختم کیا جائے لہٰذا یہ ہماری خواہش اور گزارش ہے۔ ابھی اپنے سوال میں بھوتانی صاحب نے کہا تھا کہ یہ یہاں بھی کارخانے کامیاب ہوسکتے ہیں مثلاً اگر ہم ماچس کا کارخانہ لگانا چاہیں تو زیارت میں لکڑی ہے وہ ماچس کے لیے کافی ہے یہاں پر معدنیات ہیں یہاں بھی کارخانے کامیاب ہوسکتے ہیں یہاں شوگر ملز اور دیگر فیکٹریاں چل سکتی ہیں گورنمنٹ کی پالیسی اگر یہ ہو کہ پہلے سے جو ملیں ہیں ان کو ختم کیا جائے تو یقیناً یہ انتہائی ظلم ہے بہرحال میری ایک تجویز ہے اگر ملوں کو چلانا ہے تو میری تجویز بلکہ مطالبہ ہے کہ ان ملوں کو بھی چلایا جائے اور بلوچستان کو باقی حقوق بھی دیئے جائیں اور بلوچستان کو رقبے کی بنیاد پر حقوق دیئے جائیں نہ کہ آبادی کی بنیاد پر لہٰذا پنجاب کو آبادی کے لحاظ سے حقوق ملتے ہیں تو چونکہ وہاں آبادی زیادہ ہے لیکن بلوچستان کا رقبہ زیادہ ہے تو بلوچستان کو رقبے کی بنیاد پر حقوق ملنے چاہیں میرا یہ مطالبہ ہے ان ملوں کو چلایا جائے جتنے بھی کارخانے کامیاب ہیں وہ بھی لگائے جائیں ان کو کم از کم بند نہ کیا جائے اگر گورنمنٹ کی یہی پالیسی ہے تو اخبار میں بیان دے دیں۔

جناب اسپیکر ۔ مولانا صاحب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مل کی یقیناً یہ اہمیت کی حامل ہے اور سپیسفیکلی Specifically ٹیکسٹائل مل اور اوتھل کی جو مل ہے اگر یہ شروع سے چلتے تو اس وقت ہر مل میں دس دس ہزار آدمیوں کی گنجائش ہوتی اور یقیناً" بلوچستان میں بے روزگاری کافی حد تک ختم ہوتی آپ کی یہ بات اپنی جگہ پر بالکل درست ہے اور پھر یہ کہ لوگ جو وہاں روزگار کرتے ہیں جن کی عمریں زیادہ ہیں اور وہ دوسری جگہ جاب job بھی نہیں کرسکتے ہیں تاہم آپ نے جو تحریک التواء پیش کی ہے یہ مینٹینیبل maintainable نہیں ہے کیونکہ وفاقی سبجیکٹ ہے یہ دونوں ملیں اسپیشلی Specially مرکزی حکومت کے زیر اثر ہیں تو صوبائی حکومت یا یہ اسمبلی کوئی قرارداد یا کمیٹی بنا کر اس....... (مداخلت)

سردار ثناء اللہ خان زہری (وزیر) ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) میں ذرا آپ سے

وضاحت چاہوں گا یہ ملیں بند کیوں ہوئی ہیں؟

جناب اسپیکر ۔ جی ہاں...... (مداخلت)

مولانا امیر زمان ۔ سردار صاحب یہ نوٹیفکیشن ہے جو باقاعدہ حکومت نے جاری کیا ہے کہ یہ ملیں بند ہیں آپ حضرات فارغ ہیں میرا مقصد یہ تھا کہ جو تحریک میں نے یہاں پیش کی ہے مجھے معلوم ہے کہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے یقیناً ہم بھی حکومت کے ساتھ ہوں گے یہ ضروری مسئلہ ہے وہ ہم اٹھائیں گے تو ہم ضرور تعاون کریں گے۔

جناب اسپیکر ۔ چیف منسٹر صاحب۔

میر تاج محمد خان جمالی (قائد ایوان) ۔ جناب اسپیکر صاحب یہ دو ملیں اوتھل کی اور ہلیلی والی یہ بھٹو صاحب کے دور حکومت میں ایران کی حکومت کے اشتراک سے یا ان کے پیسوں کی وجہ سے بنائی گئی تھیں ابھی یہ دونوں ملیں اتفاق سے بلوچستان کے کافی انٹیریئر Interior میں ہیں ظاہر ہے کہ کوئٹہ انٹیریئر Interior میں ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ کپاس مولانا صاحب سنیں اور ذرا غور سے سنیں کہ کپاس پنجاب سے آتی ہے کوئٹہ کو پھر یہاں کپڑا بن کر دوبارہ واپس چلا جاتا ہے تو اس مل کا اس طرح کوئی فائدہ نہیں تھا شہنشاہ ایران نے یہ دونوں ملیں دی تھی تاکہ بلوچستان کے عوام کو روزگار مہیا ہو سکے لیکن ایک دو سال بعد یہ ملیں چلنا بند ہو گئیں ان تمام حضرات کا جن کا آپ نے نام لیا انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم چلائیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ حکومت بلوچستان سرے سے اس میں نہیں ہے حکومت پاکستان اور حکومت ایران ان کو چلائیں گی ہماری کوشش یہ ہے کہ ان کو پرائیوٹائیز privatize کردیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کس نجی کمپنی کو دیا جائے کہ وہ ان ملوں کو چلائے جہاں تک آپ کا سوال ہے سر ظاہر ہے کہ مزدوروں کی مفت میں تنخواہ چل رہی ہے وہ لوگ باہر کام کرتے ہیں اور رہتے مل کے اس علاقے میں ہیں۔ جو پرائیویٹ پارٹی آنا چاہتی ہے یہ میں مزدوروں کو بتانا چاہتا ہوں وہ کہتے ہیں پہلے تمام مزدور نکال دیں پھر ہم اپنی مرضی کے مزدور رکھیں گے اور ظاہر ہے وہ مل چلائے گا تو نفع میں چلائے گا تو یہ بڑا عجیب قسم کا مسئلہ ہے جی ملیں کھولیں۔ پہلے تو ملیں انٹیریئر Interior

بلوچستان میں ہیں جہاں کاٹن پنجاب سے آتی ہے یا سندھ سے آتی ہے اسکے ایک ایک پیسے ایک ایک پائی کے خرچ کا حساب رکھنا پڑتا ہے تب جا کر نفع ہوتا ہے۔

یہاں ان دنوں یہ ملیں ایک غلط پالیسی کے تحت بنائی گئیں۔ جہاں تک آپ کہتے ہیں کہ دھات اور منرل کی ملیں لگیں۔ وہ ہم کسی کو نہیں روک رہے ہیں جس کے لیے کوئی بھی پرائیویٹ پارٹی آجائے آپ آجائیں مولانا صاحب کوئی کارخانہ لگانا چاہتے ہیں۔ جیسے جونیپر کے درختوں کو کاٹ کر پنسل کا کارخانہ لگایا جائے لیکن جونیپر درخت تو ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں وہ تو ہم بلوچستان کے تمام ایم پی ایز M.P.AS آپ کو نہیں کاٹنے دیں گے لیکن اگر یہ دو ملیں پرائیویٹ پارٹی چلائے گی تو یہ اپنے حساب سے چلائے گی نفع میں چلائے گی ورنہ یہ نفع میں نہیں آسکتے۔ آپ کو پتہ ہے جہاں حکومت کا کسی بھی کارخانے میں عمل دخل ہوا ہے وہاں نفع نہیں ہوا ہے ہم نہ مزدوروں کے خلاف ہیں اور نہ ہم ان کے خلاف ہیں جو کارخانہ آکر لگائے اور ہم آپ کی اس بات سے متفق ہیں کہ بلوچستان ایک وسیع اور عریض صوبہ ہے پاکستان کا پینتالیس فی صد رقبہ بلوچستان ہے یہاں جو بھی ہمیں فنڈز وغیرہ ملے رقبہ کے لحاظ سے ملے۔ اس کے لیے ہم بھی بات چیت کرتے رہے ہیں بہرحال جناب یہ تینوں باتیں مرکزی حکومت سے تعلق رکھتی ہیں اس میں ہم کچھ بھی نہیں کرسکتے۔

جناب اسپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالمالک۔

ڈاکٹر عبدالمالک ۔ جناب والا! جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ جب یہ ملیں لگی ہیں ان کی فیزیبلیٹی feasibility دیکھنی چاہئے تب جا کر اس کی منظوری ہوتی ہے جو ان ملوں کی بند ہونے کی وجہ ہے بنیادی وجہ ہے وہ کرپشن یا بد انتظامی ہے اس میں کئی اور عوامل ہیں جس سے یہ مسئلے درپیش آئے ہیں لیکن اب یہاں جو ملیں لگی ہوئی ہیں ان کو بے شک فیڈرل حکومت پرائیویٹ سیکٹر میں دے دے یا خود چلائے لیکن ان کو چلانے کے لیے بھی تو لوگوں کی ضرورت ہوگی اور وہ بھی سکلڈ skilled لوگ۔ جن لوگوں نے ان میں کام کیا ہے یا کر رہے ہیں یقیناً وہ بھی بلوچستان کے ہوں گے۔ اس سے بہتر ہے کل اگر اس کو چلانا ہے تو منصوبہ بنا کر ان سکلڈ Un skilled لوگوں کو ہی رکھا جائے۔ میں تحریک التواء کی حمایت کرتے ہوئے یہ کہتا

ہوں پہلے ان لوگوں کو اہمیت دینی چاہیے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ آج ہم بے شمار مسائل سے دو چار ہیں اور ان میں الجھے ہوئے ہیں میں چیف منسٹر صاحب سے اور منسٹر انڈسٹریز سے درخواست کروں گا کہ جب وہ اے ڈی پی پر کام کر رہے ہیں تو انڈسٹری کو بلوچستان میں اہمیت دے اس کے لیے جامع اور وسیع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے آپ اس کے لیے گورنمنٹ لیول پر اس کے لیے کوئی کمیٹی بنائیں یا ماہرین کو بلائیں بلوچستان کی اگر ہم ترقی چاہتے ہیں تو بلوچستان میں صنعتوں کو اولیت دینا ہوگی اور انڈسٹری کی طرف قدم بڑھانا ہوگا اور اس سلسلے میں آپ کو منصوبہ بندی کی ضرورت ہے میں وزیر متعلقہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو اہمیت دیں۔ مہربانی کریں۔

جناب اسپیکر ۔ عبدالحمید خان اچکزئی۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) ۔ جناب والا! میں بیانیہ یہی چیزیں اس موضوع پر کہنا چاہتا تھا میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے پہلے کہہ دیا اور میں مولانا صاحب کی قرار داد کی حمایت کرتا ہوں ان کو داد تحسین پیش کرتا ہوں انہوں نے ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے دراصل بلوچستان میں انڈسٹری نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کے لیے مولانا صاحب نے صحیح سمت کی طرف توجہ دلائی ہے آخر بات کیا ہے کہ جو بھی بلوچستان میں صنعت لگتی ہے وہ چل نہیں سکتی ہے خواہ وہ ہرنائی وولن مل ہو۔ سریاب مل یا یہ دونوں ملیں ہیں یا سیمنٹ فیکٹری ہے۔ آخر یہ چھوٹی چھوٹی صنعتیں جو ہم نے شروع کی ہیں اگر یہ نہیں چل سکتی ہے تو پھر ہم اور انڈسٹری کیا خاک کریں گے۔ بنیادی انفراسٹرکچر Infrastaructure جس کا صنعت سے تعلق ہے وہ ہمارے بلوچستان میں نہیں ہے جس سے صنعت شروع کرتے اور آگے بڑھتے میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب کی بڑی معقول تجویز ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس طرف توجہ دیں اور خصوصاً آپ اس کو کیبنٹ لیول پر یا کسی اور لیول پا چلائے اس سلسلے میں باقاعدہ تجاویز لائیں اس کی باقاعدہ انکوائری ہو کہ جو بلوچستان میں ملیں لگائی ہیں وہ چل کیوں نہیں رہی ہیں کیا سرمائے کی کمی ہے یا جیسا کہ کہا گیا ہے کرپشن ہے۔ کوئی اور معاملہ ہے کہ آخر یہاں ملیں کیوں نہیں چل رہی ہیں یہاں کوئی انڈسٹری چل نہیں رہی ہے اس کی انکوائری ہو جائے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی اس طرف

توجہ دلاؤں گا اور منسٹر انڈسٹریز کی بھی۔ آپ کیبنٹ لیول پر یا کسی لیول پر ایک کمیٹی بنائیں اور یہ کمیٹی ان سارے معاملات کی چھان بین کرے۔ یہاں جو بھی کارخانے ہیں ہرنائی وولن ملز سیمنٹ کا کارخانہ یہ وہ ملیں یا سرباب مل یہ کیوں نہیں چلی ہیں۔ اس کی باقاعدہ چھان بین ہو اگر سرمایہ کی کمی ہے تو سنٹرل گورنمنٹ کو اپروچ کیا جائے۔ تاکہ وہ سرمائے کا بندوبست کرے سرمایہ حاصل کیا جائے اور جیسا کہ ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا ہے کہ اگر یہ پرائیویٹ سیکٹر میں چل سکتی ہیں تو ان کو پرائیویٹائز کیا جائے یہ کارخانے پرائیویٹ سیکٹر میں جائیں کوئی نہ کوئی فیصلہ ہونا چاہئے اس کے ساتھ ہزاروں لوگوں کے روزگار وابستہ ہیں اس سے بلوچستان کی انڈسٹری کا تعلق ہے تو میں ایوان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ ہمیں اس معاملے میں سیریس ہونا چاہئے پھر قدم اٹھانا چاہئے وہ کیبنٹ لیول پر ہو یا کسی اور لیول پر ہو۔ شکریہ۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر قانون) ۔ جناب والا! میں اس کے لیے ایک قرارداد اگلے سیشن کے لیے دے چکا ہوں میرے خیال میں ہماری یہ تمام کارروائی ایک قرارداد میں تبدیل ہوگی جس میں یہ نکات بے روزگاری کا ہونا۔ کام کی جگہ نہ ہونا۔ اور جو کارخانے پاکستان کے پرائیویٹائز ہو رہے ہیں ان کے ساتھ کس طریقے سے گولڈن شیک ہینڈ کیا جاتا ہے ان مل والوں کے ساتھ کیا طریقہ اپنایا گیا ہے اس کو دیکھا جائے۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر) ۔ جناب والا کیا یہ قرارداد منظور ہوگئی ہے جو اس پر بحث کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر ۔ نہیں۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر) ۔ جب یہ قرارداد بحث کے لیے منظور نہیں ہوئی ہے تو اس پر بحث کیوں کر رہے ہیں۔؟

جناب اسپیکر ۔ اس پر یہی صلاح کر رہے ہیں کہ یہ تحریک التواء بنتی ہے یا نہیں بنتی ہے مگر یہ معاملہ اس صوبے کا اہم نوعیت کا ہے اور اس کے لیے یا کوئی قرارداد ہو۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر قانون) ۔ اگلے اجلاس میں اس کے لیے قرارداد لا رہے ہیں پھر اس کے لیے کمیٹی بنائیں یا جو کریں۔

جناب اسپیکر ۔ چونکہ یہ تحریک التواء بنتی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو بے ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔ جو قرارداد بھی آئے گی اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب اسپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالمالک تحریک التواء پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک ۔ جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں تحریک التواء پیش کرتا ہوں! کہ اس وقت ملک میں آٹھویں ترمیم پر روزانہ اخبارات میں سیاسی لیڈروں' دانشوروں' آئینی آئین ماہرین کے بیانات اور تبصرے آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آٹھویں ترمیم ایک بارودی سرنگ ہے جیسے صاف کئے بغیر ملک میں جمہوریت کی بحالی اور ایک جمہوری کلچر کی فروغ کی مقاصد پورا نہیں ہوسکتے۔ یہ مارشل لاء کی پیداوار ہے اور ملک میں فرد واحد کی مضبوطی کی خاطر بنایا گیا ہے جو کہ پارلیمانی نظام جمہوریت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم ملکی و قومی اور جمہوری مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر ۔ تحریک التواء جو پیش کی گئی ہے کہ اس وقت ملک میں آٹھویں ترمیم پر روزانہ اخبارات میں سیاسی لیڈروں' دانشوروں' آئینی آئین ماہرین کے بیانات اور تبصرے آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آٹھویں ترمیم ایک بارودی سرنگ ہے جیسے صاف کئے بغیر ملک میں جمہوریت کی بحالی اور ایک جمہوری کلچر کی فروغ کی مقاصد پورا نہیں ہوسکتے۔ یہ مارشل لاء کی پیداوار ہے اور ملک میں فرد واحد کی مضبوطی کی خاطر بنایا گیا ہے۔ جو کہ پارلیمانی نظام جمہوریت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم ملکی و قومی اور جمہوری مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر ۔ ڈاکٹر مالک صاحب اس کی proper پراپر جہاں ہے یعنی اس پر وہاں قومی اسمبلی میں بحث ہوئی چاہئے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ - میرے خیال میں اگر آپ مجھے اس پر بولنے دیں......

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) - میں جناب اسپیکر آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں ایوان میں پوزیشن ایسی ہے کہ ہم صرف اپنی رائے کا اظہار کرسکتے ہیں لہٰذا یہ کوئی ایسی خاص تحریک نہیں ہے۔

میرباز محمد خان کیھتران (وزیر) - جناب اسپیکر صاحب مالک صاحب کی تحریک اچھی ہے لیکن اس پر قانونی کارروائی اسمبلی میں ہونی ہے لیکن قومی اسمبلی میں اگر گورنمنٹ یا اپوزیشن کوئی بھی اس معاملے کو ٹیک اپ (Take up) کرے تو ہم بھی اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں اس سے پہلے میرے خیال میں بحث کرنا اپنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔

جناب اسپیکر - میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ اسپیکر......

مولوی امیر زمان - جناب اسپیکر آپ کے اور حمید خان اچکزئی صاحب کی تجویز کی ہم تائید کرتے ہیں میرے خیال میں آٹھویں ترمیم ایک شوشا ہے جو انہوں نے ملک میں چھوڑ دیا ہے صرف پاکستانی عوام کی بدنامی کے لیے انہوں نے یہ مسئلہ بنا دیا ہے۔

جناب اسپیکر - بحث تو شروع نہیں ہوئی آپ بحث کر رہے ہیں۔

مولوی امیر زمان - نہیں بحث شروع نہیں ہے۔

جناب اسپیکر - آپ بحث میں چلے گئے ہیں اسے رہنے دیں مولانا صاحب

مولوی امیر زمان - نہیں میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس آٹھویں ترمیم کو ختم کرنا ہے تو اسے قومی اسمبلی میں پیش کردیں جو بھی اس کے ساتھ مخلص ہیں تو اسے وہ پیش کردیں اگر پی ڈی اے والے اس کے ساتھ مخلص ہے تو وہ اسے وہاں پیش کردیں یہاں پہ بحث سے کوئی فائدہ نہیں ہے ویسے ایک اخباری شوشا ہے اخبار کی زینت ہے اور کچھ نہیں ہے اور اس میں ایک بھی مخلص نہیں ہے اگر مخلص ہیں تو اسے قومی اسمبلی میں پیش کردیں بس مسئلہ ختم۔

میر تاج محمد خان جمالی (قائد ایوان) - محترم اسپیکر صاحب جناب یہ جو ہاؤس میں تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے تو کم از کم اس ہاؤس کے ساتھ کنسرن (Concern) ہونی چاہئے جو صوبائی اختیارات ہیں ایسے تو کھلے عام بات چیت جلسے کی صورت حال ہو جائے گی اور میں گزارش کرتا ہوں خاص طور پر مولانا امیر زمان سے کہ بس جو چیز راستے میں آئی پکڑ کر ہاؤس میں ڈال دی اس طرح تو ہمارا ہاؤس کا بڑا وقت ضائع ہوگا مہربانی کر کے آپ امیر زمان صاحب سے کہیں کہ کم از کم جو کارروائی بنتی ہے اسے ہاؤس میں لایا کریں آج سارا دن ہاؤس میں بحث ہوئی اور کوئی تحریک اس طرح نہیں ہوئی کہ وہ اس اسمبلی میں بحث کرنے کے قابل ہو اور جو کہ مرکزی حکومت کے لیے تھی آپ سے گزارش ہے کہ مولانا امیر زمان صاحب پر تو کنٹرول کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ - مجھے یہ سن کر بہت ہی افسوس ہوا کہ ہمارے کچھ معزز اراکین کی یہ رائے ہے کہ یہ شوشا یا اس پر بات کرنے سے وقت کا ضائع ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جمہوری مسئلہ ہے یہ الگ بات ہے کہ آپ اس کو ایوان کا مسئلہ نہیں سمجھتے ہیں ٹیکنیکلی Technically آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں یہ الگ بات ہے لیکن اس مسئلے کی اہمیت سے اس طرح انکار کرنا یہ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری انداز نہیں ہوگا آپ ٹیکنیکلی Technically اس پر جو رولنگ دیں وہ ٹھیک ہے لیکن اس مسئلے کی اہمیت کو آپ معزز ارکان رد کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے اس سے آپ انصاف نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر - نہیں اس کی اہمیت ہے لیکن چونکہ یہ فوری نہیں ہے لہٰذا یہ تحریک التواء نہیں بنتی ہے تو اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتے ہیں۔

مولوی عبدالباری - میں ڈاکٹر صاحب کی حمایت کروں گا یہ آٹھویں ترمیم اور اس کا خاتمہ ایک اہم مسئلہ ہے' اہم ماحول کا اور اسمبلی ممبران بھی اسی ماحول میں رہتے ہیں لہٰذا اسے بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر - اس کا فیصلہ ہو گیا جی وزیر قانون و پارلیمانی امور اسلامی نظریاتی کونسل کی

رپورٹ بابت ذرائع ابلاغ عامہ برائے سال ۹۲-۱۹۹۳ء ایوان میں پیش کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر قانون وپارلیمانی امور) - میں وزیر قانون وپارلیمانی امور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت ذرائع ابلاغ عامہ برائے سال ۱۹۶۲ء تا ۱۹۹۳ء ایوان کو پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر - اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت ذرائع ابلاغ عامہ برائے سال........ جی کیا یہ ۱۹۶۲ء تا ۱۹۹۳ء

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر) - جی۔

جناب اسپیکر - ہاں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت ذرائع ابلاغ ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۳ء ایوان میں رکھی گئی۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) - جناب اسپیکر صاحب یہ اسلامی نظریاتی کونسل کی بہت سی چیزیں ہماری میز پر رکھی جا چکی ہیں پہلے بھی لیکن اس کے لیے جو اسٹینڈنگ کمیٹی جس نے اس پر فیصلہ دینا ہے دراصل یہ ساری چیزیں یہ باتیں جو آج ہم نے ایوان میں کی ہیں یہ اسلامی نظریاتی کونسل کی باتیں اور وہ جو ہماری احتساب کی باتیں یہ ساری جو ہم ایوان میں کرتے رہے ہیں اس کا کوئی مقصد نہیں ہے جب تک اسٹینڈنگ کمیٹیز کو ہم اہمیت نہ دیں میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر کہ اسٹینڈنگ کمیٹیز کی زیادہ تر ذمہ داری آپ کے اوپر بنتی ہے لہٰذا میرے خیال میں آپ اس توجہ دیں میرے خیال میں ہم نے اس اسمبلی میں ڈھائی سال گزارے ہیں اور آج تک اسٹینڈنگ کمیٹی کے سلسلے میں الیکشن ہی نہیں ہوئے ہیں چیئرمین نہیں بنا ہے میرے خیال میں ہمیں کچھ کرنا چاہئے۔

جناب اسپیکر - حمید خان صاحب آپ بجا فرما رہے ہیں بات اس طرح ہے کہ جو کمیٹیز ایوان میں بنتی ہے ان کے اپنے کچھ چیئرمینز ہوتے ہیں ٹریژری بینچز کی ان کمیٹیز میں اکثریت ہوتی ہے تو ان کاموں کا بوجھ ٹریژری بینچز پر اس طرح سے ہوتی ہے کہ چونکہ ان کے ممبرز زیادہ ہوتے ہیں تو میں آپ سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ جو کمیٹیز بنتی ہیں ان کو فعال ہو کر کام کرنا

چاہئے تب ہی اس کا کوئی رزلٹ آسکتا ہے اگر وہ کام نہیں کریں گے تو یہی ہوگا کہ لاحاصل....... (مداخلت)

مولوی عبدالباری ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر؟

جناب اسپیکر ۔ جی۔

مولوی عبدالباری ۔ یہاں پر تو ضابطہ ۱۷۵ اور شق نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے کہ ایسی سفارشات اور رپورٹوں پر غور و خوض کرنے کے لیے اسپیکر وقت مقرر کرے گا تو پارلیمانی وزیر صاحب نے پچھلے دنوں بھی وہ اسلامی نظام بیمہ اور آج بھی اسلامی ذرائع ابلاغ سے متعلق رپورٹ پیش کی تھی لہذا ضابطہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے لیے وقت مقرر کیا جائے تاکہ ہم اس پر بولیں اور بحث کریں۔

جناب اسپیکر ۔ دیکھیں جی اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے دفعہ ایک کمیٹی بنی ہے اسلامی نظریاتی کونسلز کی جتنی تمام کارروائی ہے ان کو زیر بحث لانے کے لیے ان کی ایک سفارش بنا کر ایوان میں پیش کرنے کے لیے خان صاحب اس کمیٹی کی بات کر رہے تھے تو پراپر (Proper) طریقہ یہ ہے کہ وہ کمیٹی اپنی سفارشات تیار کر کے ایوان میں پیش کریں

مولوی عبدالباری ۔ جناب اسپیکر بے شک کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے لیکن بحث کرنے کے بعد تاکہ اسمبلی کی انضباط کار پر مکمل عمل ہو۔

جناب اسپیکر ۔ دو جگہ بحث کرنے کی بجائے اگر وہ کمیٹی ختم ہوتی ہے تو یہاں بحث کی جا سکتی ہے

مولوی امیر زمان ۔ آپ کو یاد ہے کہ آپ نے اس اجلاس میں فیصلہ دیا تھا کہ ہر اجلاس کے آخر میں دو دن اس کے لیے متعین ہوگا اور اس پر بحث ہوگی کمیٹی بنانے کے بعد آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے شاید آپ کو یاد ہو......

جناب اسپیکر - مولانا صاحب جب کمیٹی کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام سفارشات جب اس کے سامنے جائے گی تو کمیٹی اس کو اس میں جو آئینی ماہرین ہیں وہ ان کو بلائیں گے اور ان کے آئینی یا قانونی ماہرین ہیں ہاؤس میں تو ان سے کوئی افادیت نہیں لی جاسکتی ہے لیکن کمیٹی ان کو بھی بلا کر ایک جامع پروگرام اور ایک جامع رپورٹ بنا کر کے ایوان میں پیش کرے گی تو اس کو فعال کریں۔

مولوی امیر زمان - کمیٹی کے تو اجلاس ہوتے ہی نہیں فائدہ کیا ہے؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ - جناب اسپیکر؟

جناب اسپیکر - جی فرمائیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ - جناب میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ جیسے ہمارا اجلاس ہو رہا ہے مجھے انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک تو ہمارے اجلاس ہوتے نہیں ہیں پھر اگر ہوتے بھی ہیں تو اس میں کوئی بزنس نہیں ہوتی ہے نہ حکومت کی طرف سے کوئی بزنس ہوتی ہے اور اگر ہم لاتے ہیں تو وہ Technically feasible ٹیکنیکلی فیزایبل نہیں ہوتے ہیں میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ دس دن یا چار پانچ دن مزید اور اجلاس ہوتے ہیں تو اس میں کم از کم آپ...... میں اگر کل ایک تحریک لے آؤں تو وہ ریجیکٹ (reject) ہو جائے گی میں آپ کی صوابدید پر چھوڑوں گا پبلک اکاؤنٹ کمیٹی فعال نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ جو محکمہ ہیں ان میں سے ایک محکمہ یا دو محکمے ایک دن کم از کم ہمیں بولنے کا موقع دیں تاکہ ہم ان کا تجزیہ کریں جیسا محکمہ تعلیم ہے صحت ہے وہ جناب اسپیکر ہمارے واقعی مسائل ہیں جن پر اگر ہم یہاں بات نہیں کرتے ہیں تو کس فورم پر بات کریں گے کون ہے کرنے والا؟ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ باقی جو دن بچے ہیں تاکہ کچھ بزنس بھی آجائے اور ہم ان پر کچھ کہیں یہاں پر سارے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ہم دو چار سوالات پر ختم کر کے چلے جاتے ہیں میں آپ کو تجویز پیش کرتا ہوں کہ آپ ان محکموں کو باری باری اس فورم پر بحث کے لیے آئیں اور ان محکموں کو ہم زیادہ فعال بنائیں۔

جناب اسپیکر ۔ اس کے لیے بھی کوئی پراپر proper طریقہ سے ایک تحریک آئے گی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ ۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ مشورہ کریں کہ اس کو ہم کس طریقے سے......

مولوی امیر زمان ۔ جناب اسپیکر ڈاکٹر مالک صاحب کی میں تائید کرتا ہوں مسئلہ اس طرح ہے کہ اگر ہم کچھ پیش کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ فیزابیل نہیں ہے وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ اس چیز کو روکا جائے یہ کیوں ہر چیز کو کہاں دباتے ہیں تو مسئلہ اس طرح ہے......

جناب اسپیکر ۔ مولانا صاحب جو قانون کی بات ہوتی ہے وہ قانون کے مطابق ہوتی ہے۔

مولوی امیر زمان ۔ جناب اسپیکر گورنمنٹ کی طرف سے ایک کارروائی اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میز پر رکھ دی گئی۔ اور کارروائی کچھ نہیں۔ پھر اسمبلی اجلاس بلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب اسپیکر ۔ مولانا صاحب آپ اس پوزیشن میں نہیں کہ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر ایک لفظ کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ پہلی دفعہ آپ کے سامنے رکھے جارہے ہیں۔ کہ آپ اس کی اسٹیڈی کریں تو آپ کے ذہن میں کوئی بات آئے گی اور آپ تجاویز پیش کرسکیں گے ایوان میں

مولوی امیر زمان ۔ جناب اسپیکر میرا مقصد یہ نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے۔ کہ جب اسمبلی میں کارروائی یہ ہے کہ وزیر قانون وپارلیمانی امور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پیش کریں گے باقی کوئی کارروائی نہیں۔ تو پھر اسمبلی بلانے کا کوئی فائدہ نہیں لہٰذا آپ گورنمنٹ کو مجبور کریں کہ وہ کوئی چیز لائیں تاکہ کچھ ہو کہ ہم اس پر بحث کریں۔ کیونکہ ایک سال کے بعد اجلاس بلایا گیا ہے اور بزنس کا یہ حال ہے کہ صرف امیر زمان کے دو سوال ہے اور کچھ نہیں اور چیف منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ آپ سوال نہ کریں۔

میر تاج محمد جمالی (قائد ایوان) ــ جناب اسپیکر مولانا صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کیونکہ دو ماہ قبل بھی اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا۔ دوسری بات جس طرح ڈاکٹر مالک صاحب نے محکموں کی کارکردگی پر ڈسکس کرنے کی تجویز دی ہے۔ میں بحیثیت وزیر اعلیٰ اس کی تجویز کی حمایت کرتا ہوں۔ اگر آئندہ کے اجلاس میں صرف محکموں پر بحث کی جائے تو یہ بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر ــ ٹھیک ہے پھر آئندہ اجلاس میں جن محکموں کو ڈس کس discuss کرنا ہے ان کے نام ابھی سے تجویز کریں۔

مولوی عبدالباری ــ جناب اسپیکر میں نے جو یہاں دفعہ اور شق پیش کی کہ سفارشات اور رپورٹوں پر غور کرنے کے لیے وقت مقرر کرسکتے ہیں اس کا آپ کیا جواب دیں گے۔ کیونکہ وزیر صاحب نے رپورٹ پیش کی لیکن اس کو خود معلوم نہیں کہ اس رپورٹ میں کیا لکھا ہے۔

جناب اسپیکر ــ مولانا صاحب اس وقت آپ کو بھی معلوم نہیں اور اس کو بھی اس رپورٹ کی پیش ہونے کا مقصد یہ ہے کہ معزز اراکین کو مواقع فراہم کرنا تاکہ وہ اس کی اسٹیڈی studdy کریں پھر اس میں جو بھی قانون سازی صوبے کی حد تک کرنے کی پوزیشن میں ہے کریں یا اس سلسلے میں اپنی تجاویز اسمبلی میں پیش کریں۔ اس لیے یہ رکھی گئی ہے۔ اب اس کے لیے کوئی تاریخ رکھ دیں اس پر کوئی پابندی نہیں۔ اب کارروائی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۳ء صبح ساڑھے دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر بارہ بج کر چالیس منٹ پر مورخہ ۱۳ مارچ (بروز شنبہ) کی صبح ساڑھے دس بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا)